http://www.rehmani.net
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
تیرے دشمن سے کیا رشتہ
ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف
حضور فیض ملت، شیخ التفسیر والحدیث، مفسر اعظم پاکستان، صاحب تصانیف کثیرہ، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحافظ القاری الحاج
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترتیب
جگر گوشہ حضور فیض ملت حضرت علامہ الحافظ القاری الحاج
مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

مصنف

شیخ التفسیر والحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضور فیض ملت

ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

ترتیب

جگر گوشۂ حضور فیض ملت، حضرت علامہ الحافظ القاری الحارج

مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بدقسمتی سے ہمارے دور میں صلح کلیت کا مرض بڑھتا جا رہا ہے مذاہب باطلہ سے میل جول کو معاشرتی مجبوری سمجھ کر یا کوئی اور وجہ سے ضروری سمجھا جا رہا ہے۔

فقیر کی طرح اگر کوئی بندہ خدا دشمن احمد پہ شدت کرتا ہے تو اپنوں کی طرف سے مخالفت ومخاصمت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے محض رضائے الٰہی کے لئے گستاخوں، بے ادبوں سے تعلقات ختم کرنا بظاہر مشکل تو ضرور ہے مگر اس کے ثمرات دینی، دینوی بہت زیادہ ہیں آخرت میں قربِ حبیب کریم رؤف ورحیم ﷺ نصیب ہوگا۔

فقیر کی یہ کاوش اہل اسلام کے لئے بالخصوص اہل سنت کے علماء کرام ومشائخ عظام کے لئے ہے اللہ کرے قبول ہو جائے۔

امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے اس شعر پر فقیر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہے۔

انہیں مانا انہیں جانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد کہ دنیا سے مسلمان گیا

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قرآن مجید:۔ گستاخوں، بے ادبوں اور مذاہب باطلہ سے ہر طرح کا رشتہ وناطہ توڑنا دورِ حاضرہ میں خود کو آگ کی بھٹی میں ڈالنا ہے اس لئے کہ حکومت کی کرسی خطرے میں پڑ جاتی ہے اسے مضبوط رکھنے کے لئے بہت بڑے جبہ ودستار والے مولوی، پیر، نام ونہاد مذہبی اسکالر ساتھ ملانے پڑتے ہیں اور پھر بد مذاہب دشمنانِ رسول اللہ ﷺ حکومت سے بہت زیادہ وابستہ ہوتے ہیں لیکن مردانِ خدا غیرت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اپنے طور پر جتنا ہوسکتا ہے علمی کاروائی میں لگے رہتے ہیں۔ فقیر اپنے قلم کے ذریعے اپنے سنی بھائیوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ گستاخ رسول، گستاخ صحابہ واہل بیت کرام دینوی لحاظ سے کتنے اعلیٰ عہدہ پر ہوں محبوب کریم ﷺ کی غیرتِ عشق رکھنے والے اس کو دیکھنا بھی اپنے لئے توہین سمجھتے ہیں۔

بے دینوں سے دوستی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ ناراضگی:۔ گستاخوں، بے ادبوں سے تعلقات بنانا دنیا وآخرت کو تباہ وبرباد کرنے کے مترادف ہے۔ چندروز کی واہ واہ اور دنیا کی عیش وعشرت کے بعد ہمیشہ کے لئے عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں کئی مقامات پر واضح احکام موجود ہیں۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىۃً۔ (پارہ ۳ سورۂ آل عمران آیت ۲۸)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو۔

شان نزول:۔ حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ احزاب کے دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ پانچ سو یہودی میرے ہمدرد اور حلیف ہیں میں چاہتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے دشمنوں کو دوست ومددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی اور اُنہیں راز دار بنانا اور ان سے دوستی ومحبت کرنا ناجائز قرار دیا گیا۔ ہاں اگر جان ومال کے نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں صرف ظاہری برتاؤ کرنا جائز ہے۔ (اسباب النزول للواحدی)

فقیر کی اپیل:۔ فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اگر گستاخوں، بے ادبوں کو ساتھ ملا کر کرسی مضبوط کرنا اور اپنی واہ واہ کرانا مقصود ہو تو اقتدار کا نشہ تو پورا ہو جائے گا مگر دنیا میں ہی ایسا انجامِ بد ہوگا کہ عبرت کا نشان بننا پڑے گا جبکہ آخرت کا عذاب علاوہ ہے۔ سب کو ساتھ ملا کر چلنے والے قرآن پاک کے اس حکم سے سبق حاصل کریں

تیرے دشمن سے کیا رشتہ؟ :۔قرآن مجید کیا فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ١ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۲۳)

اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

شان نزول :۔ ہوا یوں کہ جب مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا گیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آدمی اپنے باپ، بھائی اور رشتہ دار وغیرہ سے تعلق ختم کردے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ کافروں سے دوستی و محبت جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِ۟قْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ١ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔

فقیر کی ہمدرانہ اپیل :۔فقیر اویسی غفرلہٗ نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ اور ان کی گستاخانہ عبارات لکھ کر اہل اسلام ان سے دور رہنے کی تاکید کی تو کئی مقدمات کا سامنا کرنا پڑا اپنے پرائے سب مخالف ہوئے جبکہ فقیر نے سب سے کہا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں دنیوی تعلقات کو ترجیح دینے والا فاسق ہے۔ اس لئے فقیر اپنے کریم روف و رحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

انعامات کی بارش :۔ گستاخوں، بے ادبوں، بے ایمانوں سے رضا الٰہی کی خاطر رشتہ توڑنے والوں پر انعامات کی بارش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نعمتوں کی نوید ارشاد فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھیں اور گستاخوں سے بیزاری کیجئے

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

شان نزول
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو تھپڑ مارا

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لباب النقول میں فرمایا کہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے اپنے باپ سے حضور سرور عالم ﷺ کی گستاخی کا کلمہ سنا تو تھپڑ مارا۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا کہ ''تھپڑ اتنا زور سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا''

فقال علیه السلام أوفعلته قال نعم قال فلا تعد إلیه قال و اللّٰه لو کان السیف قریباً منی لقتلته۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ المجادلۃ جلد ۹ صفحہ ۳۳۵ دار احیاء التراث العربی)

یقیناً عرض کیا ہوگا

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (ﷺ)

سوال: اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور واقعہ مکہ کا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: صاحب روح البیان نے جواب دیا کہ سورۃ کا پہلا عشرہ مدنیہ ہے باقی مکیہ ہے۔ مزید دیکھئے ''فیوض الرحمٰن'' تحت آیت ہذا

انتباہ: اس آیت میں ان حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے کہ دینی معاملہ بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ کے گستاخوں

اور بے ادبوں کے بارے میں بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہاں چند واقعات قابل ذکر ہیں

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگِ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مقابلہ کیلئے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا، سیدنا امیر حمزہ اور ابوعبید رضی اللہ عنہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے انہوں نے عملاً ثابت کر دیکھایا

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

صاحبِ روح البیان قدس سرہ یہ تمام واقعات لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں کہ

"وکل ذلک من باب الغیرة والصلابة" یہ سب کچھ غیرت اور دین کی مضبوطی کی وجہ سے تھا۔

آخر میں فرمانِ ذیشان نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن لیں۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الغیرة من الایمان والمنیة من النفاق ومن لا غیرة لا دین له۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ المجادلۃ جلد ۹ صفحہ ۳۳۵ دار حیاء التراث العربی)

غیرت ایمان سے ہے اور مقصد براری منافقت ہے جسے غیرت نہیں اسے ایمان نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ آپ کے عشق میں سرشار تھا اور پھر ان کے بعد تا حال ایسے غیور عشاق کی کوئی کمی نہیں۔ ہر زمانے میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی آپ کے عشق میں یوں عرض کرتا۔

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کونسی نعمتیں ملیں گئیں :۔ معلوم ہوا کہ مومن کی یہ شان ہی نہیں اور اس کا ایمان یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں، بے دینوں، بد مذہبوں اور ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت کرے اور خواہ وہ گستاخ اس مومن کا باپ دادا ہی کیوں نہ ہو اور جس میں یہ صفت پائی جائے گی اللہ تعالیٰ اسے سات نعمتوں سے نوازے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ایمان کو دل میں نقش کر دے گا۔

(۲) اس میں ایمان پر خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مٹتا نہیں ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ روح القدس سے مدد فرمائے گا۔

(۴) ہمیشہ کے لئے ایسی جنتوں میں جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۵) اللہ والا ہو جائے گا۔

(۶) منہ مانگی مُرادیں پائے گا۔

(۷) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور بندے کے لئے اللہ کی رضا بس ہے۔

افسوس آج کل کے مسلمان کہلانے والے اپنے مرتد اور بے دین رشتہ داروں اور دوستوں سے قطع تعلق کرنے سے بھی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔

یہود وھنود تمھارے دوست نہیں

آج کل تو اسلام دشمن یہود ہنود سے دوستی رسم و روابط بڑھانے کے لئے غلط تاویلات کی جارہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور فرمایا کہ وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

شان نزول :۔ جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت دوست ہیں جو بڑی شان و شوکت والے ہیں لیکن اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرے دل میں کسی کی محبت کی گنجائش نہیں اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں یہود کی دوستی ختم نہیں کر سکتا اس لئے مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے مجھے ان کے ساتھ رسم و راہ رکھنی ضرور ہے تا کہ وقت آنے پر وہ ہماری مدد کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا یہ کام نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ سے محبت و دوستی قائم رکھنا مسلمانوں کی شان نہیں۔ (تفسیر صادی جلد اول)

دعوت غور وفکر :۔ افسوس آج بھی لوگ اسی عبداللہ بن ابی کی طرح عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم بے دینوں، بدمذہبوں، گستاخوں، بے ادبوں سے دوستی و محبت نہ رکھیں اور ان سے نفرت کریں تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے مگر یہ عذر ان کے نفس کا دھوکہ ہے۔ خبردار ایسے بہروپیوں سے دور رہیں یہ دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خوب جواب دیا :۔امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اپنا منشی نصرانی رکھ لیا ہے حالانکہ تم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ﲪ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۝ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

انہوں نے عرض کیا نصرانی کا دین اس کے ساتھ ہے مجھے تو اس کے لکھنے پڑھنے سے غرض ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو اللہ نے اُنہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بغیر اس کے بصرہ کی حکومت کا کام چلانا دشوار ہے میں نے مجبوراً اس کو رکھ لیا ہے کیونکہ اس قابلیت کا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا۔ اس پر امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نصرانی مرجائے تو کیا کرو گے جو انتظام اُس وقت کرو گے وہ اب کرلو اور اس دشمن اسلام سے کام لے کر اس کی عزت ہرگز نہ بڑھاؤ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

کفار سے دوستی ومحبت چونکہ مرتد اور بے دین ہونے کا سبب ہے اس لئے اس کی ممانعت کے بعد فرمایا اب بھی بعض لوگ بدمذاہب کو اپنے کاروبار میں منشی مختار رکھ کر یہی عذر کرتے ہیں فقیر جواب میں وہی عرض کرتا ہے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ وہی عرض کرتا ہوں جو تمام کائنات کا خالق فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا (یعنی مرتد ہوجائے گا) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

زندہ باد علماء حق زندہ باد :۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں میں بعض لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ ان کا محبوب ہوگا اور

ان کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے لئے نرم ہوں گے لیکن کافروں اور مرتدوں کے لئے سخت رہیں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں ہتھیار، قلم اور زبان سے لڑیں گے مگر دنیادار انہیں فسادی اور جھگڑالو سمجھیں گے، گالیاں یں گے اور بُرا بھلا کہیں گے لیکن انہیں اس کا کوئی غم نہ ہوگا وہ بلاخوف "لَوْمَةَ لائم اعلاء کلمة الحق" کے فرمان کی پاسداری ہی کرتے ہی رہیں گے۔

نوٹ:۔ موجودہ زمانہ میں ان علامتوں کے مصداق وہی علماء ہیں جو بدمذاہب کا کھلم کھلا رد کرتے ہیں اور لوگوں کی ملامت اور لعن طعن کو خاطر میں نہیں لاتے اور دورِ حاضرہ میں تمام بدمذاہب سے دیوبندی، وہابی مذہب بہت زیادہ خطرناک ہے یہی لوگ ہر طرح کا بھیس بدل کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ ان کو اندر سے دیکھا جائے تو حضور ﷺ کے بدترین دشمن ہیں اور ان کی عداوت و دشمنی کا بین ثبوت ان کی تحریریں ہیں اور صاحبانِ علم و فضل حضرات ان تحریروں کو خوب جانتے ہیں تفصیلات کے لئے سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کریں ان کے فیض سے فقیر نے بھی بہت کچھ لکھا۔

گستاخ رسول ولدالزناء

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے متعلق مجنون کہنے والے کا یوں منہ کالا فرمایا سورہ القلم کی ابتدائی آیات مع ترجمہ پیش ہیں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝

(پارہ ۲۹ سورۃ القلم آیت ۱۰ تا ۱۳)

اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر کی لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، درشت خو، اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

شان نزول:۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی آپ ﷺ کو مجنوں کہا جس سے حضور ﷺ کو دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے چند آیات مبارکہ نازل فرما کر اپنے محبوب کریم ﷺ کو تسلی و تشفی دی اور آیات مذکورہ بالا میں اس گستاخ کے نو عیبوں کو بیان فرمایا حتی کہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس کی اصل ولدالحرام ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے متعلق دس باتیں بیان کیں ہیں ان میں نو کو تو میں جانتا ہوں لیکن دسویں بات یعنی میری اصل میں خطا ہونا تجھی کو معلوم ہوگا تو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس کی ماں نے جواب دیا کہ ہاں تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال دوسرے لوگ لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا اور تو اسی کے نطفہ سے ہے۔ (تفسیر صاوی جلد ۴، واحدی وغیرہم)

کسی کو برا نہ کہو:۔ یہ بیماری مسلمانوں میں سرایت کرتی جارہی ہے کہ ہم جیسے غریب اگر وہابیوں دیوبندیوں

وغیرہم کی کفریہ عبارات عوام وخواص کو دکھائیں ان کی گستاخیاں جو ان کی کتابوں میں مسلسل سالہا سال سے چھپ کر عام تقسیم ہو رہی ہیں تو ہمیں شدت پسند کا طعنہ دیا جاتا ہے اور اپنے بھی سخت گیر کہتے ہیں مگر ہمیں کچھ افسوس نہیں ہوتا کیونکہ پیارے آقا ومولا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو برا بھلا کہنا اور اس کے عیبوں کو کھلم کھلا بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

گستاخ کون؟ علامات :۔ فقیر گستاخوں سے قطع تعلق اور ان سے بیزاری کا طویل مضمون لکھ چکا ہے اور بھی بہت کچھ لکھنا ہے پڑھنے والے کے ذہن میں سوال پیدا ہو گا کہ گستاخ و بے ادب کون ہے؟ قرآن سے پوچھئے۔

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا ؕ وَ لَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ ۔ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۷۴)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

شان نزول :۔ ابن جریر وطبرانی وابوالشیخ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے تو ارشاد فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات ہرگز نہ کرنا تھوڑی دیر بعد ایک کونجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کا لفظ بولتے ہو؟ وہ گیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ آپ کی شان میں بے ادبی کا نہیں کہا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ انہوں نے گستاخی نہیں کی ہے اور بے شک وہ ضرور کفر کا لفظ بولتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا لفظ بولنے والا کافر ہے اور ایسے شخص کو کافر کہنا سنت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ وَ رَسُوۡلِہٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۶۵)

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

شان نزول :۔ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد شاگرد خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی وہ اس کو تلاش کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر منافق نے کہا کہ محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے حالانکہ ان کو غیب کی کیا خبر؟ حضور نے

اس منافق کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی (ترجمہ) کہ اللہ اور رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔ (تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم وتفسیر در منشور امام جلال الدین سیوطی)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق طعن کرنا اور آپ کے علم کا انکار کرنا اور آپ بارے میں یہ لفظ بولنا کہ ان کو غیب کی کیا خبر یا لکھنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ رسول کو غیب کی کیا خبر؟ کفر ہے۔

دعوت عام :۔اب بھی آپ اس مذکورہ بالا آیت کریمہ کے پیش نظر تجزیہ کر لیں کون ہیں جو منبروں پر بیٹھ کر علم مصطفیٰ کریم ﷺ کو موضوع بحث بناتے ہیں کبھی سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت والی بات (حدیث افک) پڑھ کر علم غیب رسول ﷺ کا انکار کریں، کبھی ذاتی علم والی آیات پڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے فیصلہ کریں کہ کون علم کی بات کرتا ہے اور کون لاعلمی ثابت کرنے کے لئے زور لگاتا ہے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے فقیر کا کام تھا بتا دینا۔

ایسے الفاظ بھی نہ بولو جس سے گستاخوں کو موقعہ ملے؟ :۔اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ کا اس حد تک ادب سیکھا تا کہ صحابہ کرام کو گفتگو کرنے کے سلیقے فرمائے جا رہے ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۰۴)

اے ایمان والو! ''رَاعِنَا'' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

شان نزول :۔جب حضور ﷺ صحابہ کرام کو کچھ وعظ ونصیحت فرماتے تو صحابہ کرام درمیان کلام میں کبھی کبھی عرض کرتے ''رَاعِنَا یارسول اللہ ﷺ'' یعنی یارسول اللہ ہماری رعایت فرمایئے یعنی اپنی گفتگو کو دوبارہ فرما دیجیے تا کہ ہم لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور یہود کی لغت میں لفظ ''رَاعِنَا'' بے ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی کی نیت سے کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے ایک دن یہ کلمہ آپ نے ان کی زبان سے سن کر فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ لفظ سُنا تو ان کی گردن مار دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ آپ تو ہم پر ناراض ہوتے ہیں حالانکہ مسلمان بھی یہی لفظ بولتے ہیں۔ یہودیوں کے اس جواب پر آپ رنجیدہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہی ہو رہے تھے کہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ''رَاعِنَا'' کہنے سے لوگوں کو روک دیا اور اس

معنیٰ کا دوسرا لفظ '' اُنۡظُرۡنَا '' کہنے کا حکم ہوا۔ (تفسیر صاوی جلد ا)

ثابت ہوا کہ نبی مکرم رحمت عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا اوران کی بارگاہ ناز میں ادب کے کلمات بولنا فرض ہے اور جس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ ہو وہ ہرگز زبان پر نہیں لا سکتے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سید الانبیاء محبوب کبریا ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا کافر ہے چاہے وہ صبح وشام کلمہ طیبہ کی رٹ ہی کیوں نہ لگا تا ہو۔

گستاخ رسول کی سزا سرتن سے جدا اگرچہ بظاہر کلمہ گو کیوں نہ ہو؟

قرآن کریم کی بہت ساری آیاتِ مبارکہ اس امر پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول کو واصلِ جہنم کرنے والوں سے خوشی کا اظہار فرمایا چند واقعات پڑھیں۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَ یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ○ وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ○ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۱،۶۰)

کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اوراُن کا تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منھ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

شان نزول:۔ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا یہودی نے کہا چلو سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے طے کرا لیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔ اس لئے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا ناچار منافق کو فیصلے کیلئے سید عالم ﷺ کی خدمت حاضر ہونا پڑا۔ آپ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا یہودی نے آپ سے عرض کیا میرا اسکا معاملہ سید عالم ﷺ طے فرما چکے لیکن یہ اس فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اُس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

اس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول وعمل کی تائید وتصدیق کی گئی ہے۔ (روح المعانی جلد ۵، تفسیر کبیر جلد ۵،

ایمان و بے ایمانی

(۱)اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے ہر فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کرے ورنہ بے ایمان ہے

(۲)حضور نبی پاک ﷺ کو مسلمان ہی اپنا حاکم مطلق باذنہٖ تعالیٰ مانتا ہے ورنہ بے ایمان ہے۔

فاروقی لقب:۔اسی موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لقب ''فاروق'' عطا کیا گیا۔عربی زبان سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ فاروق اور طاغوت ہم وزن ہیں۔دونوں صیغے کثرت کے معنے کو ظاہر کرتے ہیں تو اس آیت سے پہلی آیت میں کعب بن اشرف کو طاغوت کہا گیا جس کا معنی ہے بہت سرکشی والا۔پس اس حساب سے فاروق کے معنی ہوں گے حق وباطل میں خوب فرق کرنے والا۔

منافق کون تھا؟:۔اس منافق کا نام بشر تھا اور کعب بن اشرف یہودی عالم کی طرف مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔

مرتد کی سزا:۔یہی وجہ ہوئی اسکے ایمان سے خارج ہوجانے کی۔دوسری وجہ اس منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے کو دل سے براجان کر انحراف کیا تھا۔ایمان سے خارج ہونے کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ گستاخ تھا آج تک اہل اسلام میں قتل مرتد کی جو سزا مقرر ہے اس کی بنیاد یہی واقعہ ہے۔

گستاخ کا انجام بد:۔یہ تو ہر اسلامی فرقہ مانتا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے لیکن جہالت کے غلبہ سے آج کسی کو کہو کہ یہ تو گستاخی ہے وہ ڈھٹائی و بے شرمی سے الٹا گستاخی کو توحید بتائے تو اس کا کیا علاج؟ اسی لئے ہم یہ فیصلہ قدرت ایزدی پر چھوڑتے ہیں جیسے اس کا قانون ہے کہ حبیب اکرم ﷺ کے گستاخ کو آج نہ سہی تو کل ضرور سزا دیگا اور اتنا سخت کہ کفار ومشرکین حیران رہ جائیں گے اور کبھی دنیا میں بھی گرفت فرمالیتا ہے۔

گستاخ رسول واجب القتل ہے:۔گستاخی رسول ﷺ ایک ایسا قبیح اور گھناؤنا عمل ہے اس کی سزا سر تن سے جدا ہے۔قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۵)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شان نزول:۔پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا۔ معاملہ سید عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ یہ انصاری کو گراں گزرا اور اسکی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانِ نزول یوں لکھا ہے کہ "جب ایک منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو ترجیح دی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور جو آپ کا فیصلہ نہ مانے وہ مسلمان کب ہے؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ" آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں جو آپ کا فیصلہ نہ مانے۔

قابل غور:۔ مذکورہ بالا دونوں آیات سے واضح ہوا کہ گستاخی رسول کا مرتکب واجب القتل ہے جب کسی مسلمان کے سامنے گستاخی کا ارتکاب ہو سنت فاروقی یہ ہے کہ گستاخ کے وجود سے فوراً زمین پاک کی جائے عدالتی کاروائی کا انتظار کرنا ایمان کے منافی ہے اگر عدالتی کاروائی کا انتظار ضروری ہوتا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عدالت رسالت مآب ﷺ کی طرف رجوع کرتے وہاں سے جو فیصلہ ہوتا اس پر عمل درآمد کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ فوراً گستاخ کو واصل جہنم کیا پھر ان کے اس فعل پر تائید خداوندی ہوئی قرآن پاک کی آیت نازل ہو گئی جو رہتی دنیا تک قانون بن گیا کہ گستاخ رسول کی سزا سر تن سے جدا۔

گستاخ مرجائے تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھو

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

اور ان میں کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

تفسیر وشان نزول:۔ یہ آیت حضور سرور عالم ﷺ کے سب سے بڑے دشمن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے متعلق نازل ہوئی تھا۔ جب وہ مرا تو حضور ﷺ نے خُلق عظیم کی بناء پر اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھیں لیکن آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس کے بیٹے نے جو مسلمان

صالح مخلص صحابی کثیر العبادات تھے انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی سید عالم ﷺ ان کے باپ عبداللہ بن ابی سلول کو کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عنایت فرمادیں اوراس کی نماز جنازہ پڑھادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اس لئے حضور ﷺ نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سید عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہوکر آئے تھے تو عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتا انہیں پہنایا تھا۔ حضور ﷺ کو اس کا بدلہ دینا بھی منظور تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اوراس کے بعد پھر کبھی سید عالم ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور ﷺ کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سید عالم ﷺ کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اسکے سچے رسول ہیں یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہوگئے۔

سوالات کے جوابات

اس واقعہ سے منکرینِ کمالاتِ مصطفےٰ ﷺ کہتے ہیں کہ تبرکات کا کوئی فائدہ نہیں اگر کچھ ہوتا تو منافق کو فائدہ ہوتا۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے قمیص مبارک تبرک کے لئے نہیں بلکہ اپنے چچا کا بدلہ اتارنے کیلئے دیا تھا اس سے تو الٹا حضور سرورِ عالم ﷺ کا تصرف واختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہیں تو متبرک اشیاء میں برکت ہونے دیں چاہیں تو ان سے برکات سلب فرمالیں۔ اس سے وہ اعتراض بھی دفع ہوگیا کہ آپ نے منافق کے منہ میں لعاب دہن ڈالا تو کوئی فائدہ نہ ہوا تو اس کا بھی یہی جواب ہے کہ آپ نے لعابِ دہن ڈال کر اس کے منہ کے اندر جو ظاہری طور پر کلمہ پڑھا اور زبان سے کوئی عبادت کی وہ تمام سلب کرلی۔

ہم نبی پاک ﷺ کا تصرف طرداً وعکساً ہر دونوں طرح سے مانتے ہیں یعنی چاہیں تو فضل وکرم سے مالا مال فرمادیں چاہیں کسی کو کسی نعمت سے محروم فرمادیں۔ (باذن اللہ تعالیٰ)

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے منافق کو تبرک سے فائدہ نہ ہونے کی ایک مثال قائم کرکے پھر متعدد دلائل قائم فرمائے فرمایا ''یہ ایسے ہے جیسے بارش میں تو منافع موجود ہیں لیکن آگے زمین ایسی ہو کہ جس میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں اس سے یہ کوئی نہیں کہے گا کہ بارش میں منافع نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ زمین خراب ہے ایسے وہابیہ دیوبندیہ کو سمجھانے کے لئے کہا جائے کہ قمیص مبارک کے منافع میں شک نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ منافق کو اس منافع کے قبول کرنے کی صلاحیت واہلیت نہیں تھی۔

اگر چہ صاحب روح البیان کے دور میں وہابی دیوبندی مودودی قسم کے لوگ نہیں تھے لیکن ابن تیمیہ جو مذکورہ پارٹیوں کا گرو ہے اس کے تاثرات موجود تھے اس لئے صاحب روح البیان کو فوائد پر چند دلائل دینے پڑے۔ تفصیل فقیر کی تفسیر ''فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان'' اور رسالہ ''ادب کے فائدے بے ادبی کے نقصانات'' کا مطالعہ کریں

احادیث مبارکہ :۔ حضور سرور عالم نور مجسم رحمۃ للعلمین ﷺ کی سیرت پاک میں سب سے بڑا وسیع باب خلق عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ صفت قرآن مجید میں بھی بیان فرمائی۔

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ دشمنوں کے لئے بھی چادر بچھا دیتے لیکن یاد رہے کہ وہی رحمۃ للعالمین شفیق روف وکریم ﷺ دشمنانِ اسلام کے لئے نہیں بلکہ بظاہر کلمہ اسلام پڑھنے والوں کے لئے جہاں سختی فرمائی وہاں نرمی بھی فرمائی لیکن ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' اور ''جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ'' کے نزول سے پہلے ورنہ یہی پیارے رسول تو تھے جو غزوۂ حنین اور بدر واُحد اور احزاب وتبوک میں دشمنانِ اسلام سے برسرپیکار تھے۔ گستاخوں اور بے ادبوں کے لئے آپ کے ارشاد عالیہ امت کی رہبری اور رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

بیمار ہوجائیں تو عیادت نہ کرو مرجائیں تو جنازہ میں نہ جاؤ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ مَجُوسَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْمُکَذِّبُونَ بِاَقْدَارِ اللّٰہِ اِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوھُمْ وَاِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْھَدُوھُمْ وَاِنْ لَقِیتُمُوھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَیْھِمْ۔ (سنن ابن ماجہ، جلد اول صفحہ ۱۰۰، حدیث ۸۹)

قضا وقدر کو جھٹلانے والے اس اُمت کے مجوسی ہیں۔ (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کو عیادت کے لئے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہونا اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔

اس کے علاوہ دیگر ارشادات ومعمولات بدمذاہب کے لئے سخت سے سخت تر ہیں۔ اگر وضاحت مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''الاحادیث النبویہ فی علامات الوھابیہ'' کا مطالعہ کیجئے۔ یاد رہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی رب کریم جل مجدہ العظیم کا حکم بھی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں

وَ لَا تَرْکَنُوْۤا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اور فرمایا

وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ○ (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۶۸)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرمایا

فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَهُمۡ ۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۴۰)

تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو

ایسی تصریحات کے باوجود کوئی اپنی ضروریات کے تحت یا کسی دباؤ سے بد مذاہب کے ساتھ میل جول کو اسلام سمجھتا ہے تو پھر اس جیسا شوم بخت کون ہوگا۔

گستاخ سے نرم گوئی بھی جائز نہیں:۔ گستاخوں سے میل جول تو دور کی بات ہے ان بدبختوں سے نرم گوئی بھی گناہ۔ احادیث مبارکہ اس کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے۔

إذا رأيتم صاحب بدعة فاكفهروا فى وجهه، فإن اللّٰه يبغض كل مبتدع۔ (کنزالعمال جلداول صفحہ ۳۸۸ حدیث ۱۶۷۶، ابن عساکر)

جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

حدیث پاک میں فرمایا جارہا ہے کہ بد مذہبوں سے ترش روئی سے پیش آؤ لیکن ان سے اتحاد کرنے والے صلح کلی کہتے ہیں کہ نہیں خوش روئی سے پیش آؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

گستاخ کی ہر عبادت مردود ہے:۔ مذاہب باطلہ کی عادت ہے کہ اہل ایمان میں سادہ لوگوں کو اپنے دام فریب پھنسانے کے لئے لمبے لمبے سجدے قیام وقرأۃ کرتے ہیں ہمارے بھولے بھالے سنی ان کی عبادات کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ بڑے نمازی و پرہیز گار ہیں جبکہ ان کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا يَقۡبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدۡعَةٍ صَوۡمًا، وَلَا صَلَاةً، وَلَا صَدَقَةً، وَلَا حَجًّا، وَلَا عُمۡرَةً، وَلَا جِهَادًا، وَلَا صَرۡفًا، وَلَا عَدۡلًا، يَخۡرُجُ مِنَ الۡإِسۡلَامِ كَمَا تَخۡرُجُ الشَّعۡرَةُ مِنَ الۡعَجِينِ۔ (ابن ماجہ جلداول صفحہ ۱۹ حدیث ۴۹)

اللہ تعالیٰ کسی بد مذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی فرض نہ نفل، بد مذہب دین اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

عام بد مذہبوں کا یہ حال ہے تو جو اعلانیہ کافروں سے ہزار درجے بڑے کافر ہوں ان کا کیا حال ہوگا۔

دوزخی کتے:۔ ہم جیسے غریب اگر گستاخوں، بد مذہبوں کو اپنی تقاریر یا تصانیف میں حقیقت پر مبنی کوئی بات کہتے تو

بعض لوگ ہمیں شدت پسندی کا شکوہ دیتے ہیں مگر ہمیں ان کے شکوے کی کوئی پراوہ نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گستاخوں کے متعلق شدت کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

اهل البدع كلاب أهل النار۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۲۳ حدیث ۱۱۲۵، دار قطنی)

یعنی "گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں"

غور کریں؟:۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ برے کو برا کہنا سنت نبوی ہے مذکورہ بالا حدیث شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بدمذہبوں کو دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے فرمایا۔

بدمذہب کی تعظیم وتعریف کرنے والے کے لئے سخت وعید :۔ صلح کلیت کے جراثیم کی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی کی عزت کرو گے تو وہ تمہارے قریب ہوگا تمہاری بات سنے گا جب تم اس کا ہاتھ ملانا ہی گناہ سمجھتے ہو وہ تمہاری بات کیا سنے گا ہم کہتے ہیں کسی گستاخ کی تعظیم انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ مؤمن کے ایمان کا گھاٹا ہے نہ صرف اس کا نقصان بلکہ ملت اسلامیہ کا نقصان ہے حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ۔ (مجموع الفتاوی جلد ۱۸ صفحہ ۳۴۶، مشکوۃ)

یعنی جس شخص نے بدمذہب کی عزت کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔

جن کی صحبت اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے ان کی جو عزت وتکریم کرے ان سے اتحاد کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف ہے اور اسلام کو گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

إذا مُدِحَ الفاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ واهتَزَّ لِذٰلِكَ العَرْشُ۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۵۷۵ حدیث ۷۹۶۴، بیہقی)

یعنی جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے۔

جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء کرام کے گستاخ ہیں وہ سب سے بڑے فاسق اور گمراہ ہیں تو ان کی تعریف کرنا ان سے اتحاد کرنا کس قدر رب قہار کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

نهى النبى صلى الله عليه وسلم أن يصافح المشركون أو يكنوا أو يرحب بهم۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۳۱ حدیث ۲۵۳۴۹، ابو نعیم)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انہیں کنیت سے ذکر کیا جائے اور نہ آتے وقت انہیں مرحبا کہا جائے۔

یہ بہت کم درجے کی عزت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے فلاں کا باپ کہہ دیا جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہہ دیا

جائے۔

درس عبرت :۔کفار کے بارے میں حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مضر نام ونہاد ان مولویوں سے اتحاد ہے جو نبی کریم ﷺ کے علم اور آپ ذات پر حملہ کرتے ہیں ان سے اتحاد کرنا ان کے مولویوں کو بڑے بڑے القاب سے ذکر کرنا ان کا شان سے استقبال کرنا جلسوں میں ان کی تقریریں مسلمانوں کو سنانا حالانکہ بے دینوں بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے، اپنے جلسوں میں اعزازی عہدے دینا کس قدر گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے۔

معمولات صحابہ کرام

صحابہ کرام جوامت مسلمہ کے لئے معیار حق ہیں جن کی اقتداء کو ہدایت فرمایا گیا ہے۔جنہیں قرآن پاک میں "رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ" (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کا اعزاز نصیب ہوا ہوان کی مبارک زندگیاں "تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول ﷺ" کا عملی نمونہ تھیں ملاحظہ کریں۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ

وهكذا كان دأب الصحابة ومن بعدهم من المؤمنين فى جميع الأزمان فإنهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم إليه وآثروا رضا الله تعالى على ذلك۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۶)

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفوں کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔

بائیکاٹ تو معمولی سزا ہے

لڑائی اور مار پٹائی کی نوبت پہنچ جاتی تھی :۔چنانچہ بخاری شریف کتاب الصلح اور علامہ عینی "وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا" کے شانِ نزول میں شرح بخاری عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روای ہیں

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّی، وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَانِی نَتْنُ حِمَارِكَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَشَتَمَهُ، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِی وَالنِّعَالِ۔ (صحیح بخاری جلد۳ صفحہ۱۸۳ حدیث ۲۶۹۱، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد۲ صفحہ۶۱)

عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے ہاں چل کر اس کے ساتھ صلح کی بات کیجئے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ بن اُبی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

صحابہ کرام کا عمل ہمارے لئے کامل نمونہ

(۱) صحابہ کرام کے نزدیک حضور ﷺ کا ادب کتنا ملحوظ خاطر تھا کہ گدھے کے مقابلے میں بظاہر کلمہ گو عبداللہ اور اس کی پارٹی سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ محبوب خدا ﷺ کی ہر شے محبوب ہے۔

(۳) اگرچہ گدھا میں واقعی بو نا گوار تھی لیکن اس سے نفرت بھی صحابہ کرام کو ناگوار تھی۔

(۴) بدمذہب کتنا ہی ذی وقار ہو وہ جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں۔

عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی ناگوار:۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''شفاء شریف'' میں لکھتے ہیں کہ

وَحُكِیَ أَنَّ جَهْجَاهًا الْغِفَارِیَّ أَخَذَ قَضِيبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهُ لِيَكْسِرَهُ عَلَی رُكْبَتِهِ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَأَخَذَتْهُ الْأَكِلَةُ فِی رُكْبَتِهِ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ۔ (الشفاء جلد اول صفحہ۳۳۱)

جہجاہ غفاری نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا عصا لے کر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اتنی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا اس نے گھٹنا کاٹ ڈالا اور ایک سال کے اندر مر گیا۔

فوائد و عقائد

(۱) عصاء مبارک بطور تبرک محفوظ تھا اس سے صحابہ کرام کا تبرکات سے عشق کا ثبوت ملا۔

(۲) تبرک کی بے ادبی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہ جنگوں دشمنوں کے زغوں میں نہ چھینے لیکن عصاء مبارک کی بے ادبی و گستاخی سے چیخے چلائے اس سے معلوم ہوا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منسوب اشیاء سے کتنی عقیدت اور محبت تھی۔

(۳) بے ادب و گستاخ کا انجام برا ہے اگر چہ کسی کو جلدی سے کسی کو دیر کے بعد۔

گستاخوں کی صحبت کی نحوست

حدیث شریف میں ابوالطفیل سے روایت ہے کہ

أن رجلا ولد له غلام على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فدعا له وأخذ ببشرة جبهته فقال بها هكذا وغمز جبهته ودعا له بالبركة قال فنبت شعرة فى جبهته كأنها هلبة فرس فشب الغلام فلما كان زمن الخوارج أحبهم فسقطت الشعرة عن جبهته فأخذه أبو فقيده مخافة أن يلحق بهم قال فدخلنا عليه فوعظنا وقلنا له فيما نقول ألم تر أن بركة دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قد وقعت من جبهتك فما زلنا به حتى رجع عن رأيهم قال فرد الله إليه الشعرة بعد فى جبهته وتاب وأصلح (مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۷ صفحہ ۵۵۶ حدیث ۳۷۹۰۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے اس کو دعا دی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا اثر اس کا یہ ہوا کہ اس کی پیشانی پر خاص طور پر بال اگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جن پر دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اس کو قید کر دیا کہ کہیں ان میں نہ مل جائے۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس گئے اسے وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جب تک اس نوجوان نے ان کی رائے سے رجوع نہ کیا ہم اس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب ان کی محبت اس سے مٹ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بال اس کی پیشانی پر لوٹا دیئے اور وہ صدق دل سے تائب ہو گیا۔

فیصلہ ربانی برائے گستاخ رسالت:۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۶۵)

تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

گستاخ منافقین کا مسجد سے اخراج:۔ گستاخوں کو ہم مساجد سے نکالتے ہیں ہمارے بعض

احباب ہم شدت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں اور کہتے کہ لوگ اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ گستاخوں منافقین کو مسجد سے نکالنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گستاخوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی آپ نے صرف حکم پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ گستاخوں کو سختی سے اپنی مسجد شریف سے نکلوا دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ خَطِيباً، فَقَالَ :قُمْ يَا فُلَانُ فَاخْرُجْ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، اخْرُجْ يَا فُلَانُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ ، فَأَخْرَجَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَضَحَهُمْ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهُ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ وَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ اسْتِحْيَاءً أَنَّهُ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ، وَظَنَّ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا، وَاخْتَبَئُوا هُمْ مِنْ عُمَرَ، وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِأَمْرِهِمْ، فَدَخَلَ عُمَرُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا النَّاسُ لَمْ يَنْصَرِفُوا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَبْشِرْ يَا عُمَرُ، فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۱، تفسیر الالوسی جلد ۷ صفحہ ۳۴۷، المعجم الاوسط جلد اول صفحہ ۲۴۱ رقم الحدیث ۷۹۲، مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۱۱۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا، اے فلاں تو بھی منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے کسی کام کی وجہ سے دیر ہوگئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم آ رہے تھے آپ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہوگئی ہے شاید جمعہ ہو گیا ہے لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوشخبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ایک عنوان ہے

طَرْدُ الْمُنَافِقِينَ مِنْ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے، دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا

فَأُخْرِجُوا مِنَ الْمَسْجِدِ إِخْرَاجًا عَنِيفًا۔ (سیرتِ ابن ہشام، جلد ۱ صفحہ ۵۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ منافقین کو سختی سے نکال دیا جائے۔

صحابہ کرام نے منافقین کو پکڑ پکڑ کر باھر نکلا :۔ حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا۔ اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ ابو ایوب فرماتے جاتے "اُفٍّ لَکَ مُنَافِقًا خَبِیثًا" ارے خبیث منافق تجھ پر بہت افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ نے زیب بن عمر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے تو انہوں نے فرمایا خدا تجھے دفعہ کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔

فَلَا تَقْرَبَنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۵۲۸)

آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

ملحدوں سے کیا مروت کیجئے :۔ بنو نجار قبیلہ کے دو صحابہ ابو محمد مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے ابو محمد مسعود رضی اللہ عنہ نے قیس بن عمرو کو جو منافقین میں سے نوجوان تھا گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم فرمایا ہے۔ حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے اور تو نجس ہے اور پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زوی بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس ہے کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام)

درس عبرت :۔ اہل انصاف کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا کافی ہے کیونکہ منشاء ایزدی اور تقاضائے حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہی ہے بلکہ جملہ انبیاء کرام کی بھی یہی سنت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ۔ (پارہ ۲۸ سورہ

(الممتحنة آیت ۴)

بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

فائدہ :۔تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے

یقول اللّٰہ تبارك وتعالی وعزتی لا ینال رحمتی من لم یوال أولیائی ویعاد أعدائی۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۸ صفحہ ۳۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کرسکتا۔

ماں باپ قربان آپ یارسول اللہ ﷺ

یوں تو ہم بھی ہزار بار یہ بات منہ سے کہتے ہیں "فداك أبی و أمی یارسول اللّٰہ ﷺ"

لیکن حال یہ ہے کہ گستاخ کی گستاخی جاننے پہچاننے کے باوجود گستاخ سے برادرانہ سلوک، یارانہ اور ملامت گو کو سب وشتم بائیکاٹ۔ہم ان قدسی صفات کی غیرت دکھاتے ہیں جن پر اسلام کو ناز ہے۔

حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ :۔سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا۔روح المعانی میں ہے

عن أنس قال کان أی أبو عبیدۃ قتل أباہ وھو من جملۃ أساری بدر بیدہ لما سمع منہ فی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما یکرہ ونھاہ فلم ینتہ ۔(تفسیر الالوسی، جلد ۲۰ صفحہ ۴۰، روح المعانی جلد ۲۸ صفحہ ۳۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا جبکہ وہ بدر کے قیدیوں میں قید ہو کر آیا جب اس سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت کرتا ہے تو پہلے اسے روکا جب وہ نہ رکا تو پھر اسے قتل کر دیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سنہری دور خلافت اور دشمن احمد پہ شدت

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے والد کو گستاخی کرنے پر تھپڑ مارنے کا واقعہ تو فقیر عرض کر چکا۔

آپ کے دورِ خلافت میں جھوٹے مدعیانِ نبوت ملعونوں نے سر اٹھایا آپ نے عشقِ رسول ﷺ کی دولتِ لازوال کے سبب ان کی ایسی سرکوبی فرمائی کہ قیامت تک کوئی منحوس نبوت کے جھوٹے دعویٰ کی جرأت نہ کرے گا اگر کسی نے یہ جرأت کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں نے اسے جہنم رسید کر دیا جیسے رواں صدی میں دجال کذاب غلام احمد قادیانی آنجہانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اس خبیث کی خوب خبر لی آخروہ واصلِ جہنم ہوا۔

گستاخی کرنے والی کے دانت نکلوادیئے :۔ خلیفہ بلا فصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق

خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت (۱۱۔۱۳ھ) میں یمامہ میں دوگانے والی عورتوں میں سے ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی گلوچ کیا تو یمامہ کے حاکم حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کے سامنے والے دو دانت نکلوا دیئے اس پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاکم یمامہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس عورت کو سزا دی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اگر آپ پہلے اسے یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں آپ کو اس کے قتل کا حکم دیتا۔ خلیفہ اول سے یہ الفاظ منقول ہیں

فلولا ما سبقتنی فیها لأمرتك بقتلها لأن حد الأنبياء ليس يشبه الحدود فمن تعاطى ذلك من مسلم فهو مرتد أو معاهد فهو محارب غادر۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸، تاریخ الطبری، جلد۲ صفحہ ۳۰۵)

اگر آپ میرا فیصلہ آنے سے پہلے اس خاتون کو سزا نہ دیتے تو میں آپ کو اسے قتل کرنے کا حکم دیتا پس مسلمانوں میں سے جو اس برائی (گستاخی رسول) کا مرتکب ہوتا ہے، وہ مرتد یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر ایسا شخص کسی معاہدے کے تحت امان یافتہ ہے تب ایسا شخص حربی ہے اور مسلمانوں سے غداری کرنے والا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس حکم سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں

(۱) آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

(۲) خواہ کہ ایسا شخص مسلم ہو یا معاہدہ

(۳) خواہ وہ مرد ہو یا عورت

(۴) ایسے شخص کا قتل بطور حد ہوگا بطور تعزیر نہیں

(۵) ایسے شخص کی حد کی سزا توبہ کرنے سے پہلے نافذ کی جائے گی۔

(۶) کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے حدود کا نفاذ عام انسانوں کے لئے حدود کے نفاذ سے مختلف ہوتا ہے۔

(۷) جبکہ حاکم یمامہ مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ اس عورت پر پہلے ہی اپنے اجتہاد سے حد کی سزا نافذ کر چکے تھے۔ اس لئے خلیفہ اول نے دو حدیں قائم نہیں کیں۔

گستاخ امام مسجد کو قتل کرا دیا:۔ سورۃ "عَبَسَ وَ تَوَلّٰی" کا شان نزول مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ رؤساء قریش کو دعوت پہنچانے میں مشغول تھے آپ کی تمام تر توجہ انہی کی طرف تھی اچانک نابینا صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ام مکتوم بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ یہ اولین مہاجرین میں سے تھے عموماً حاضر خدمت ہوتے رہتے، تعلیمات دین حاصل کرتے، مسائل دریافت کرتے، حسب معمول آج بھی آتے ہی سوالات کئے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے آداب مجلس کا خیال نہ رکھ سکے آگے بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ وراغب کرنا چاہا آپ اس وقت چونکہ ایک اہم امر میں مشغول ومصروف تھے سو متوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ حضرت عبداللہ بن مکتوم اپنا منہ آگے کرتے دوران گفتگو خلل اندازی پر چہرۂ اقدس پر کچھ رنج وملال کی کیفیت ظاہر ہوئی اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کی تلقین کی گئی وہ نا سمجھ تھا اس کی دلجوئی بھی تو مقصود تھی ایسے آثار چہرہ اقدس پر ظاہر نہیں ہونے چاہیے تاکہ ایسا مخلص صحابی آپ کی شفقت ودلجوئی سے محروم نہ ہو اب ظاہراً اس آیہ کریمہ میں تنبیہ کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس سورۃ کے نزول کے بعد منافقین نے شور مچا دیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے اور لوگوں کے دلوں سے محبت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنے کی سازش کے لئے اس سورت کی تلاوت بار بار کرتے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک منافق امام مسجد کا یہ معمول تھا وہ عموماً فجر کی نماز میں یہی سورت پڑھتا اور دل میں یہ کیفیت مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنبیہ فرمائی ہے یہاں تک کہ

روی أن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه بلغه أن بعض المنافقین یؤم قومه فلا یقرأ فیهم إلا سورة عبس فأرسل إلیه فضرب عنقه۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۸، تفسیر حقی جلد ۱۶، صفحہ ۴۹۰)

یہ بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کراتا ہے وہ با جماعت نماز میں سورۃ "عَبَسَ وَ تَوَلّٰی" ہی پڑھتا ہے آپ نے اسے بلا بھیجا (بغیر مزید تحقیق کے) اس کا سر قلم کروا دیا۔ (تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان زیر آیت "عَبَسَ وَ تَوَلّٰی" کا مطالعہ کریں)

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس شخص کے عمل سے یہ بات از خود متحقق ہو گئی اور آپ کو یقین کامل حاصل ہو گیا کہ اسی سورت کو مداومت وہمشگی سے پڑھنے کا سبب وعلت در پردہ بے ادبی وگستاخی رسول صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم ہے۔علاوہ ازیں کچھ اور علامات بھی گستاخان رسول کی آپ کے پیش نظر تھیں۔اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس کے بغض وعناد، حسد وکینہ کی کیفیات بھی اس کے گستاخ رسول ہونے پر واضح دلالت کر رہیں تھیں۔یہ بات لائق توجہ ہے کہ اس شخص نے زبان سے قولاً یا فعلاً، اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی صورت میں شان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تنقیص وتحقیر پر مشتمل کوئی کلمہ آپ کے سامنے نہیں کہا بلکہ محض اس کے عمل اور مستقل معمول سے امر واقعہ آپ پر محقق ہوا کہ اس کے دل میں گستاخی رسول پنہاں ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا اشارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔سو کسی مزید تحقیق وتفتیش اور صفائی کا موقعہ دیئے بغیر کہ کس نیت سے تم پڑھتے ہو، کس سے نہیں، نیت کیا اعتبارات کو ترک کرتے ہوئے، تفصیلات میں جائے بغیر بے ادبی وگستاخی رسول کے جرم پر اس کا سر قلم کر دیا۔

اب بھی لباس خضر میں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں:۔دور حاضرہ میں بھی بہت سارے نام نہاد اسلام کے ٹھیکہ دار بن کر درسِ قرآن کی محافل سجا کر سادہ لوح لوگوں کو بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر محبوبانِ خدا بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ایسے بہروپیوں سے خبردار رہیں جو قرآن کی آڑ میں گستاخی وبے ادبی کا جال پھیلا رہے ہیں۔

وہابی، دیوبندی، نجدی، خوارج کی گستاخی وبے ادبی ان کی کتب میں واضح ہیں ان سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔

کاش آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوتے قرآن کی آڑ میں گستاخی وبے ادبی کرنے والوں کو سرعام سولی لٹاتے۔اللہ ہمارے مسلم حکمرانوں کو غیرت ایمانی کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔

علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والا:۔ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جگہ مقام فرمایا تو آپ کی اونٹنی گم ہوگئی صحابہ کرام اس تلاش میں نکلے دریں اثناء حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے خیمے میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا

لقد عجبت مما ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم

یارو! آج عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اونٹنی کہاں ہے؟ پھر حکم فرمایا کہ جاؤ فلاں جھاڑی سے اونٹنی کی رسی پھنس گئی ہے اسے چھڑا کر لاؤ چنانچہ اسی طرح تھا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ان کے خیمہ میں سے ایک وہ شخص بولا جس نے زید بن اللصیت کی بات سنی تھی جو کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادھر تو آسمانی خبروں کے مدعی ہیں لیکن یہاں یہ حال ہے کہ اونٹنی کا پتہ نہیں اور کہا کہ یہی بات تمہارے رفیق زید بن اللصیت نے کہی تھی

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے زید منافق کو گردن سے پکڑ کر تھپڑ مارتے ہوئے کہا

إنك لداهية في رحلي اخرج يا عدو الله منه۔ (اعلام النبوۃ صفحہ ۱۲۱ بیروت)

میرے خیمہ میں اے منحوس تو آدھمکا نکل جا میرے خیمے سے۔

بے ادب سے بول چال ختم :۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا۔ عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے سائل کو ایک حدیث پیش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس نے حدیث پر کچھ اعتراض کیا۔ عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا تو سال میں بعض دفعہ آتا ہے ساری زندگی اس کے ساتھ نہیں بولے کہ تو اتنا گستاخ ہے میں تیرے سامنے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پیش کرتا ہوں اور تو اپنے عقل کو پیش کرتا ہے؟ ایسے گستاخ انسان کے ساتھ میں بولنا ہی نہیں چاہتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے سامنے اپنے عقل کو پیش کرتا ہو۔

حکم عدولی پر قتل کی دھمکی :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو بیک لفظ تین طلاقیں دی ہیں تو آپ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ ایک شخص آپ کی ناراضگی دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں اسے قتل نہ کر دوں۔

درس عبـــرت :۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کسی بھی مصلحت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

دشـمـن احمد پر شدت اور حضرت جبریل علیہ السلام :۔ ابن ہشام نے کہا کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ستانے والوں میں پانچ افراد کے نام نمایاں ہیں اسود بن عبد یغوث بن وہب، اسود بن مطلب بن اسد، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حارث بن طلاطلہ خزاعی۔ یہ پانچوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر واصلِ جہنم ہوئے۔

ابن ہشام میں مزید واقعہ ہے کہ

ایک دن حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ کعبہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اللہ کے رسول کا مذاق اڑانے والے یہ پانچوں اشخاص اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اسود بن عبد یغوث آپ کے قریب سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا پیٹ سوج گیا اور وہ مر گیا، اسود بن مطلب آپ کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اسکے چہرہ پر ایک سبز پتہ پھینکا

اس کی بینائی جاتی رہی۔

اسے اندھا کردے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسود بن یزید کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لئے اس کی بینائی ختم ہونے کی دعا فرمائی تھی

اَللّٰھُمَّ اَعْمِ بَصَرَہٗ وَاَثْکِلْہُ وَلَدَہٗ۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد اول صفحہ ۲۳۴)

''اے اللہ اسے اندھا کردے اور اسے اس کے لڑکے کی موت پر رلا''

ولید بن مغیرہ آپ کے نزدیک سے گزرا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے ٹخنے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کچھ عرصہ قبل اسے لگا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارے سے وہ زخم دوبارہ خراب ہوگیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔ عاص بن وائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کے درمیانی حصہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوکر طائف گیا۔ گدھا ایک زہریلے خاردار پودے پر بیٹھ گیا۔ عاص کے پاؤں کے تلوے کے وسطی حصہ میں کانٹا چبھ گیا جو اس کی موت کا سبب بنا۔ پھر حارث بن الطلاطلۃ آپ کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اس کا سر سوج گیا اور پیپ سے بھر گیا۔ سارا بھیجا گل کر پیپ بن گیا اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۴۱۰) (سیرت سرور عالم مودودی جلد ۲)

یہ واقعات مودودی نے لکھے ہیں جبکہ خود گستاخیاں کرتے تھکتا نہ تھا تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''آئینہ مودودی''

اللہ تعالیٰ نے ان مذاق اڑانے والوں کے متعلق فرمایا تھا۔

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ ۝ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۵) بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

یعنی آپ کی طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں۔

گستاخ ابولہب کا انجام

:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب گستاخ رسالت کا مجرم تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس کا چہرہ اتنا سرخ اور سفید تھا کہ ابولہب کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوہ صفا پر کھڑے ہوکر مکہ والوں کو اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے مجمع میں سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے آپ کی مخالفت کی اور کہا تمہاری بربادی ہو، کیا تم نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بہت زیادہ جھوٹ بکتا آپ کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتا تھا۔

غزوہ بدر میں کفار کو شکست ہوئی جس میں مکہ والوں کے بڑے بڑے سورما واصل جہنم ہوئے اس شکست کی خبر جب مکہ پہنچی تو

ابولہب کو اتنا دکھ ہوا کہ وہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ وہ "عدسہ" نامی بیماری میں مبتلا ہوا جو طاعون سے ملتی جلتی ہے اس بیماری کے دوران اس کے اہل خانہ چھوت کے ڈر سے اس کے قریب نہ آتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی اس کی لاش کے قریب نہ آیا۔ اس کی لاش سڑ گئی اور اس سے بدبو آنے لگی جب لوگوں نے اس کے بیٹے کو طعنے دینے شروع کیے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انہی حبشیوں نے اسے دفن کیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ انہوں نے گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی اور پتھر ڈال کر اسے پر کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲)

اس طرح کے واقعات فقیر کی کتاب گستاخوں کا برا انجام میں ملاحظہ کریں۔

گستاخوں پہ شدت اور صحابہ کرام:۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام ریاستی و سرکاری قانون کے طور پر نافذ تھا جسے تمام اداروں اور شہریوں پر بالا دستی حاصل تھی۔ عدالت نبوی ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت تھی۔ تمام جرائم کے مقدمات میں حتمی اور آخری فیصلہ اسی عدالت کا ہوتا تھا۔ گستاخی رسول کا جرم بھی ان جرائم میں شامل تھا جو ریاستی قانون کی گرفت میں آتے اور مستوجب سزا تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے مجرمین کو عدالت نبوی سے سزائیں بھی دی گئیں۔ بعض مقدمات میں گستاخی رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائے موت دینے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا اور حکم نبوی کی تعمیل میں ان مجرمین کو قتل کر دیا گیا۔ بعض واقعات میں ایسا بھی ہوا کہ ایسے مجرمین کا خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباح قرار دے دیا اور انہیں قتل کرنے والوں کو ان کے قتل سے بری کر دیا گیا۔ ان مقدمات کا فیصلہ مدینہ میں سنایا اور ان پر عمل کیا گیا جہاں اسلامی ریاست قائم تھی۔

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ گستاخی رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو کسی صحابی نے واصل جہنم کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے گستاخ مقتول کا خون مباح کر دیا، نہ اس کو کوئی خون بہا ادا کیا گیا اور نہ ہی آپ نے متعلقہ صحابی سے کوئی تعرض فرمایا۔ فقیر چند واقعات عرض کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ گستاخوں کو واصل جہنم کرنا صحابہ کرام کا محبوب عمل تھا۔

ایک شخص کا یہودیہ کو قتل کرنا:۔ سنن ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک یہودیہ برا کہا کرتی تھی وہ آپ کی ہجو بھی کہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون معاف کر دیا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الحدود)

فائدہ :۔اس روایت کی صحتِ سند کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں لیکن امامِ وہابیہ ابن تیمیہ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ یہ حدیث جید ہے کیونکہ اس کے راوی امام شعبی نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے شراحہ ہمدانی کی حدیث روایت کی ہے اگر یہ حدیث مرسل بھی سمجھی جاتی ہو تب بھی بالاتفاق حجت ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک امام شعبی کی ہر حدیث صحیح ہے۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ثقہ اصحاب کی احادیث کے سب سے بڑے عالم امام شعبی ہیں۔ابن تیمیہ مزید کہتا ہے کہ یہ حدیث اس یہودیہ کے قتل کے جواز پر نص ہے کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برا کہا تھا۔

یہ حدیث ایک ذمی گستاخ کو قتل کرنے پر دلیل ہے تو ایک مسلمان مرد یا عورت اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دیں تو ان کا قتل بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔(الصارم المسلول)

نابینا صحابی کا گستاخی کرنے والی اپنی لونڈی کو قتل کرنا :۔سنن نسائی اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے مطابق ایک نابینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جس کے بطن سے ان کے دو بچے تھے وہ لونڈی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برا کہتی نابینا صحابی اسے بار بار ڈانٹتے لیکن وہ باز نہ آئی ایک رات اس نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ کیا اور آپ کو برا کہنے لگی نابینا صحابی سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے تکیہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔(سنن ابوداؤد و سنن نسائی، الطبرانی المعجم الصغیر)

ایک روایت میں ہے کہ وہ حاملہ تھی اس لمحے کی تکلیف کی شدت سے اس کے حمل کا بچہ اس کی ٹانگوں کے درمیان جا گرا۔صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا۔آپ نے سب کو جمع کیا اور فرمایا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔یہ سن کر نابینا صحابی ڈرے اور خوف سے گرتے پڑتے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ خون میں نے کیا ہے وہ میری لونڈی تھی اور مجھ پر انتہائی مہربان اور میری رفیقہ تھی۔اس کے پیٹ سے میرے دو بچے بھی ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں لیکن وہ اکثر آپ کو برا کہا کرتی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی میں اسے ایسا کرنے سے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی میں سختی کرتا تو بھی وہ نہیں مانتی تھی۔آج رات اس نے آپ کا ذکر کیا اور وہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگی میں نے تکیہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبا دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا''اَلَا اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ'' تم سب گواہ رہنا اس لونڈی کا خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔(مجمع الزوائد ج ۶ کتاب الحدود)

سند حدیث کی تصدیق غیروں نے بھی کی :۔ وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس روایت پر لکھا ہے کہ وہ عورت نابینا صحابی کی منکوحہ تھی یا مملوکہ لونڈی ان دونوں صورتوں میں اگر اس عورت کا قتل ناجائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیتے کہ اس کا قتل حرام تھا یا پھر آپ قتل کرنے پر کفارہ لازم کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا تم سب گواہ رہنا اس لونڈی کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ذمیہ ہونے کے باوجود مباح الدم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے کے سبب سے اس کا خون مباح ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سارا واقعہ سن کر گالی دینے کی وجہ سے اس عورت کو قتل کیا گیا تو آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخ کی سزا سرتن سے جدا ہے۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

بھائی کا اپنی گستاخ بہن کو قتل کرنا :۔ اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مجمع الزوائد میں ہے حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ خود راوی ہیں کہ ان کی ایک بہن تھی۔ عمیر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آتے تو وہ آپ کو گالیاں دیتی اور ایذا پہنچاتی وہ مشرکہ تھی آخر ایک دن حضرت عمیر نے اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے چلا چلا کر کہنے لگے کہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کر دیا ہے حالانکہ ان لوگوں کے باپ دادا اور ان کی مائیں سب مشرک تھے جب حضرت عمیر کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ اپنی ماں کے بدلے میں قاتل کے بجائے کسی اور کو قتل کر دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔

آپ نے حضرت عمیر سے پوچھا تم نے اپنی بہن کو قتل کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا وہ آپ کو برا کہہ کر مجھے تکلیف پہنچاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو بلا کر پوچھا انہوں نے اصل قاتل کے بجائے کسی اور شخص کا نام لیا آپ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا اور ان کی ماں کو مباح الدم قرار دیا۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

گستاخی کرنے پر اپنے باپ کو قتل کرنا :۔ حضرت قاضی عیاض (م ۵۴۴ ھ) نے ابن قانع کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے باپ کو سنا کہ وہ آپ کی نسبت بری بات کہتا ہے تو میں نے اسے قتل کر دیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق نہ گزری۔ (بخاری شریف کتاب الشہادت)

ابو اسحاق کے حوالے سے ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر

عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے والد سے ملا جو مشرکین کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا کہ میرا والد آپ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کر رہا تھا میں برداشت نہ کر سکا اور اس کے گلے میں نیزے کی نوک جھونک کر اسے قتل کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گراں نہ گزری۔ (المصنف عبدالرزاق جلد ۲)

(حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو تھپڑ مارنا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا اپنے باپ کو قتل کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے)

گستاخ واصل جہنم کرنے والا زیارت کے لائق ہے
گستاخ کو کون واصل جہنم کرے گا

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عکرمہ تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برا بھلا کہا (یعنی گالی دی) تو آپ نے فرمایا "مَنْ یَکْفِینِی عَدُوِّی؟" کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے یعنی اسے قتل کرے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے للکارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقتول کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوایا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۴)

ایک شاتمہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا "مَنْ یَکْفِینِی عَدُوِّی؟" کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جا کر اس شاتمہ کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول)

عصماء بنتِ مروان واصل جہنم

ابن ہشام، ابن سعد اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ خطمی قبیلے کی عصماء بنتِ مروان نامی ایک عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتی تھی وہ دینِ اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھڑکاتی اور گستاخانہ اشعار بھی کہتی تھی۔ یہ غزوہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عورت کے متعلق فرمایا

اَلَا آخِذٌ لِی مِنْ ابْنَةِ مَرْوَانَ ؟ "کون ہے جو اس عورت کا کام تمام کر دے؟"

اس عورت کے قبیلہ کے ہی صحابی حضرت عمیر بن خرشہ بن امیہ خطمی نے عہد کیا کہ وہ اس گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

حضرت عمیر نے کہا یا اللہ! تیرے لئے مجھ پر نذر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ واپس تشریف لائیں گے تو میں اس عورت کو قتل کر دوں گا۔ آپ ان دنوں بدر کے میدان میں تھے۔ جب آپ بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت

عمیر رضی اللہ عنہ آدھی رات کو اس عورت کے گھر داخل ہوئے۔ اس کے گرد اس کے بچے سو رہے تھے۔ ایک دودھ پیتا بچہ اس کی چھاتی سے چمٹا ہوا تھا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو الگ کیا اور تلوار عورت کے سینے میں گھونپ دی۔ اس کا کام تمام کر کے مدینہ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں نمازِ فجر ادا کی۔ آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" اقتلت بنت مروان؟" کیا تم نے بنتِ مروان کو قتل کر دیا؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت عمیر رضی اللہ نے یہ بھی دریافت کیا"هل علی فی ذلك شیء یا رسول اللّٰه؟" کیا اس کے قتل کرنے پر مجھ سے کوئی مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا"لَا یَنْتَطِحُ فِیهَا عَنْزَانِ" اس معاملہ میں دو بکریوں کے سر بھی نہیں ٹکرائیں گے یعنی کچھ بھی نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں پر موجود صحابہ علیہم الرضوان سے مخاطب ہو کر فرمایا

إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ فَانْظُرُوا إِلَى عُمَيْرِ بْنِ عَدِيّ۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد۲ صفحہ ۳۶۳، مغازی الواقدی صفحہ ۱۷۳)

اگر تم پسند کرو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار کہے۔ (الصارم المسلول)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے لکھا کہ عصماء کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچانے اور آپ کی ہجو کرنے کا جرم کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ ہجو کرنا بذات خود قتل کا موجب ہے خواہ ہجو کہنے والا حربی ہو یا مسلم ہو یا معاہدہ۔ یہ فقہی اصلاحات ہیں بہار شریعت میں ان کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

عقبہ بن ابی معیط :۔ امام بخاری کے استاد عبدالرزاق (م ۲۱۱ھ) نے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف الجمعی دونوں دوست ایک مرتبہ آپس میں ملے۔ عقبہ نے ابی بن خلف سے کہا میں تم سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی نہیں دو گے اور ان کی تکذیب نہیں کرو گے۔ اللہ کی قدرت وہ ایسا نہ کر سکا۔ جب غزوۂ بدر کے موقع پر عقبہ بن ابی معیط کو قیدیوں کے ہمراہ لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

بِكُفْرِكَ وَفُجُورِكَ وَعُتُوِّكَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۵ صفحہ ۳۵۵)

اللہ اور اس کے رسول کے خلاف تمہارے کفر و فجور اور تمہاری سرکشی کی وجہ سے
حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اٹھے اور اس کا سر قلم کر دیا۔ (المصنف عبد الرزاق کتاب المغازی)
واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کے علاوہ کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا۔ (الصارم المسلول)

گستاخ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نیزہ مارا:۔ ابن سعد (م ۲۰۳ ھ) اور امام عبد الرزاق نے عقبہ بن ابی معیط کے دوست ابی بن خلف کے انجام کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ابی بن خلف بدر کے دن گرفتار ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فدیہ دیا اور کہا میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (آٹھ یا نو کلو) جوار کھلاتا ہوں اور میں اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

بَلْ اَنَا اَقْتُلُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ (مصنف عبد الرزاق جلد ۵ صفحہ ۳۵۵) بلکہ میں تجھے قتل کروں گا انشاء اللہ۔

اس سے علم ما فی الغد بھی ثابت ہوا۔

غزوۂ احد میں ابی بن خلف مشرکین کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں آیا وہ اس روز اسی گھوڑے پر سوار تھا۔ چند مسلمان سپاہیوں نے اسے روک کر قتل کرنا چاہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اسے مہلت دے دو، اسے مہلت دے دو پھر آپ نے ایک نیزہ اٹھا کر اسے مارا جو اس کے پیٹ میں لگا اس کی پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں وہ زمین پر گرا۔ اس کے جسم سے بہت زیادہ خون بہنے لگا وہ بیل کی طرح زور زور سے آوازیں نکالنے لگا۔ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ تیرے ساتھ کیا ہوا ہے تو کیوں خوفزدہ ہے؟ اس نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھے نیزہ مارا ہے اب میں مر جاؤں گا کیونکہ محمد (ﷺ) نے کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابی بن خلف مر گیا اور واصل جہنم ہوا۔ (الصارم المسلول)

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ (پارہ ۱۹، سورہ الفرقان، آیت ۲۷ تا ۲۹)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان

آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

نضر بن حارث کے قتل کا حکم :۔نضر بن حارث بھی بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث صرف یہی دو قیدی تھے جنہیں نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت قتل کیا گیا ان دونوں کے سوا کسی بدری قیدی کا قتل نہیں ہوا۔(الصارم المسلول)

غزوۂ بدر کے تمام قیدیوں میں سے صرف نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ دونوں اپنے قول و فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخیاں کیا کرتے تھے۔(کتاب الشفاء)

کون ہے جو کعب بن الاشرف کو واصل جہنم کرے ؟ :۔امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ ابن اسحاق، ابن سعد، واقدی اور ابن الاثیر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر قبیلہ کا یہودی کعب بن الاشرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کے خلاف ہجویہ اشعار لوگوں کو سنا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا۔غزوۂ بدر میں کفار مکہ کی شکست پر اسے بہت دکھ ہوا۔وہ مدینے سے مکہ گیا اور وہاں جا کر اس نے بدر میں مقتولینِ قریش کے مرثیے کہے۔پھر واپس آ کر اس نے ایک مسلم خاتون ام الفضل بنت حارث اور دیگر مسلم خواتین کے متعلق عشقیہ اشعار کہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

اللهم، اکفنی ابن الأشرف بما شئت فی إعلانه الشر وقوله الأشعار (المغازی، جلد اول، صفحہ۷۰)

یا اللہ! کعب ابن الاشرف کے اعلانِ شر اور شعر کہنے کو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا

من لی بابن الأشرف، فقد آذانی؟ (المستدرک علی الصحیحین ،جلد۳صفحہ۴۹۲،المغازی، جلد اول، صفحہ۷۰)

ابن الاشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا؟ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا

من لکعب بن الأشراف إنه قد آذی الله ورسوله۔ (مسند الحمیدی جلد۲ صفحہ۵۲۶)

کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسے قتل کروں گا آپ نے ان کو کعب بن الاشرف کے قتل کی اجازت دے دی۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کام کی فکر میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں بلا کر پوچھا اے محمد! کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے

ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کے قابل ہوں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ کو اس سلسلہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ان کے ساتھ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ حضرت ابو نائلہ سلکان بن سلامہ رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبس بن جبر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اس مہم میں شریک کار ہو گئے۔

جس رات کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات حالتِ قیام میں رہے اور نماز ادا فرماتے رہے صبح جب آپ نے ان کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے وہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے آپ کو مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑا پایا اور انہوں نے آپ کو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی

فَاِنَّہٗ یُؤْذِی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ — اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کعب کا قتل شرک نہیں بلکہ اللہ کے محبوب کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے تھا۔ (الشفاء، جلد ۲ صفحہ ۴۸۷)

سو سالہ بوڑھا گستاخ :۔ ابو عفک سو سال کا بوڑھا یہودی تھا۔ وہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور اشعار کہتا تھا۔ غزوہ بدر کے موقعہ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے اور جب آپ فتح کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عفک کا حسد کے مارے برا حال ہو گیا۔ اس موقعہ پر بھی اس نے شعر کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ۲۶ ویں مہینے ابو عفک کے قتل کے لئے حضرت سالم بن عمیر العمری رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ گرمی کے موسم میں ابو عفک ایک رات میدان میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سالم بن عمیر نے تلوار سے اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی)

گستاخ ابو رافع واصل جہنم ہوا :۔ ابن ہشام کے مطابق قبیلہ اوس نے جب گستاخ رسول کعب بن الاشرف یہودی کو قتل کیا تو خزرج والوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہم سے سبقت لے جائیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت رکھتا ہو جیسے کعب بن الاشرف تھا۔ انہوں نے طے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عداوت رکھنے والا ابو رافع سلام بن ابی الحقیق ہے جو خیبر میں رہتا ہے قبیلہ خزرج والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے واصل جہنم کرنے کی اجازت چاہی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے مطابق ابورافع اپنے قلعے واقع حجاز میں رہتا تھا۔ یہ گستاخ رسول تھا اور آپ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابورافع کو قتل کرنے کے لئے خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور فرمایا وہ یہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عتیک، حضرت مسعود بن سنان، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور حضرت خزاعی بن مسعود (رضی اللہ عنہم)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع کو اس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابورافع کو ۳ھ میں قتل کیا گیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

فائدہ :۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے ابورافع کو قتل کیا گیا تھا۔ آپ نے کچھ لوگوں کو ابورافع کو قتل کرنے کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ مقتول کا جرم یہی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ گستاخ رسول پہ شدت کرنا منشاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ آج بھی جو خوش نصیب دشمن احمد پہ شدت کرتے ہیں وہ انعام واکرام کے مستحق ہیں۔

اگر کعبہ کے غلاف میں چھپے ہوئے ہوں تو قتل کردیا جائے :۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''انتم الطلقاءُ'' جاؤ تم آزاد ہو کا عام اعلان معافی فرما کر ہزاروں کفار کو پناہ دی مگر چند ایسے دشمن تھے جن کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ غلاف کعبہ میں لپٹے ہوئے ہوں تو ان کی گردن اڑا دی جائے ان میں چند ایک کا ذکر فقیر اپنے اس مضمون میں کرتا ہے۔

عبداللہ بن خطل :۔ عبداللہ بن خطل ان گستاخان رسالت میں سے تھا کہ جس کی گستاخانہ حرکات پر اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے دو لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے نام فرتنا اور ارنب تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور اس کی لونڈیاں ان ہجو یہ اشعار کو گاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر حکم دیا تھا کہ اگر اسے کعبہ کے غلاف میں چھپا ہوا پاؤ تو بھی قتل کر دو۔ وہ غلافِ کعبہ میں چھپا پایا گیا تو اسے وہیں قتل کر دیا گیا اسے ارتداد میں قتل کیا گیا ایک روایت ہے کہ اسے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کیا گیا۔ (سنن نسائی کتاب المحاربہ)

حویرث بن نقیذ :۔حویرث بن نقیذ بن وہب جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیتیں دیا کرتا اور آپ کی ہجو کہتا تھا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اس نے اپنے گھر سے نکل کر مختلف گھروں میں چھپتے چھپاتے بھاگ جانے کی کوشش کی لیکن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔(ابن الاثیر الکامل ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حویرث کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ حویرث نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی جبکہ آپ نے مکہ کے ان تمام باشندوں کو امان عطا فرمائی تھی جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑے اور ان سے برا سلوک کیا تھا۔

مقیس بن صبابہ :۔مقیس بن صبابہ جو جرمِ ارتداد میں قتل کر دیا گیا تھا۔ واقدی نے عبداللہ بن ابی سرح کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن ابی سرح کاتب وحی تھا۔ وہ ایسا بھی کیا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے لکھواتے ''سمیع علیم'' تو وہ لکھتا ''علیم حکیم'' وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے کتابتِ وحی کرتا ہوں۔

وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے کہا کہ عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے وجہ استدلال یہ ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ وہ کتابتِ وحی کرتے ہوئے اس میں اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا اور یہ گمان کرتا کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے اسی کے مطابق وحی نازل ہو جائے گی۔ اسے یہ زعم تھا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے اسی طرح اس پر بھی وحی آتی ہے۔ اس کی یہ حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پر طعن تھا اور یہ ایسا جھوٹ وافتراء تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں شک وشبہ پیدا کرتا تھا۔ اس کا یہ جرم سب وشتم کی طرح اور کفر وارتداد سے بڑھ کر تھا۔

سارہ :۔مکہ مکرمہ میں سارہ نامی ایک عورت جو عمرو بن عبدالمطلب بن ہاشم کی لونڈی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گا کر سنایا کرتی تھی۔ اسے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فتح مکہ کے دن قتل کیا تھا۔

فرتنا اور ارنب :۔یہ دونوں عبداللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں۔ یہ دونوں مغنیہ تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں ان دونوں میں سے ایک قتل کر دی گئی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جسے امان ملی اور جو اسلام لے آئی تھی اور وہ فرتنا تھی۔ یہ عورت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں پسلیاں ٹوٹ جانے کی وجہ سے فوت ہوئی۔(واقدی کتاب المغازی)

مزید حوالے :۔واقدی نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتال سے منع فرمایا تھا لیکن چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ روایتوں میں ہے کہ یوم فتح کو جن اشخاص کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھاان میں ابن ابی سرح، مقیس بن صبابہ، قریبہ اور ابن خطل شامل تھے۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو امن دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ سب کو امان ملی سوائے نو افراد کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نو افراد کے قتل کا حکم دیا تھا خواہ یہ لوگ کعبہ کے پردوں کے پیچھے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، عبدالعزیٰ بن خطل، الحارث بن نفیل بن وہب، مقیس بن صبابہ، ہبار بن الاسود، ابن خطل کی دو مغنیات لونڈیاں اور ایک لونڈی سارہ ۔

اہل سیر نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ داخل ہونے سے پہلے تمام مجاہدین صحابہ کرام کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں لیکن چار مرد اور دو عورتیں جو اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھے اعلان کر دیا گیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً ثابت کر کے دکھایا کہ گستاخ و بے ادب کسی رعایت کے لائق نہیں ہیں اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔

گستاخ رسول اور ہمارے اسلاف

ہارون الرشید بادشاہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گستاخ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں اس پر حضرت امام صاحب نے فرمایا اے امیر المؤمنین ! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

ردالمختار میں امام محمد بن سحنون کی روایت ہے

تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ (ردالمختار جلد سوم)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں ”جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے“

صحیح بخاری میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر شاتمین رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔

الاشباہ والنظائر میں ہے

''کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔(ازمولوی بہاء الحق امرتسری مطبوعہ ۱۳۵۷ھ)

گستاخ رسول ریجی نالڈ اور سلطان صلاح الدین ایوب رحمۃ اللہ علیہ

شام کے فرنگی فرمانرواؤں میں ریجی نالڈ (پرنس ارطاۃ) والی کرک سب سے زیادہ فریب کار، فتنہ پرور اور مسلمانوں کا دشمن تھا، شر و فساد اس کی فطرت میں شامل تھا۔ زیادہ تر وہی صلیبیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا۔ اس کو اسلام اور مسلمانوں سے اتنی عداوت تھی کہ اس نے ۵۷۸ھ میں مکہ المکرمۃ اور مدینہ منورہ پر لشکر کشی کرتے ہوئے حملہ کرنے کا ناپاک ارادہ کیا مگر قدرت الٰہی کہ وہ اس کو پورا نہ کرسکا۔ ایک سال بعد ۵۷۹ھ میں اس نے دوبارہ اپنی مکروہ کوشش کی لیکن اب کی مرتبہ اس کو پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لین پول لکھتا ہے

''چونکہ ریجی نالڈ نے جزیرہ نما عرب پر فوج کشی کا قصد کیا تاکہ مدینہ طیبہ میں حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کو منہدم اور مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے۔ اس کے لئے اس نے ایسے جہاز تیار کروائے تھے جن کے ٹکڑے ہوسکتے تھے ان ٹکڑوں کو وہ کرک سے خلیج عقبہ کے ساحل پر لے گیا اور انہیں جوڑ کر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور عیذاب کو لوٹنے پر چلا۔ عیذاب بحر قلزم کے افریقی ساحل پر واقع تھا اس نے دو جہازوں کو بیچ میں ڈال کر ایلہ کا بحری راستہ بند کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر ہوئی تو ان کا جہازی بیڑا عیسائیوں کے بیڑے کے تعاقب میں چلا۔ اس کا امیر البحر لؤلؤ تھا اس نے آتے ہی پہلے ایلہ کا بحری راستہ کھولا اور اپنی کل فوج کو الحوراء تک جو بحر قلزم کی چھوٹی بندرگاہ تھی لے آیا۔ ریجی نالڈ نے اسی بندرگاہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ فرنگیوں نے جونہی اسلامی فوج کو آتے دیکھا تو وہ ایسے گھبرائے کہ جہازوں سے اتر کر پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے۔ لؤلؤ نے بدوؤں سے گھوڑے لے کر سپاہیوں کو ان پر سوار کیا اور دوڑ کر دشمن کو غار اور باغ میں جا پکڑا اور ان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ ریجی نالڈ خود بھاگ گیا مگر اس کے ساتھ والوں میں بہت سے لوگ قتل کئے گئے۔ (لین پول، صلاح الدین، ص ۱۵۲، بحوالہ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین ندوی، ج ۴)

ریجی نالڈ کی یہ وہ پہلی گستاخی تھی کہ اس نے شہر نبی مدینۃ الرسول کو مسمار کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن قدرت ایزدی سے وہ اس میں ناکام رہا۔ سلطان کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ ایک صلیبی ان کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہر سے متعلق ایسے ناپاک عزائم رکھتا تھا۔ دوسری اہم ترین وجہ موصل کے حکمران عزالدین مسعود کے ساتھ سلطان کی صلح ہوگئی تھی جس کی وجہ سے سلطان نے فوری طور پر اس کو فتح کرنے کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بعض فرنگیوں سے

سلطان کی وقتی طور پر صلح ہوگئی تھی چنانچہ اس صلح سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ریجی نالڈ نے مسلمان تاجروں اور قافلوں کو لوٹنا شروع کردیا اور یہ اس کا روزانہ کا معمول بن گیا تھا۔ لین پول کے بیان کے مطابق ۱۱۸۶ء میں ایک مسلمان قافلہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کرلیا۔

ریجی نالڈ کے گستاخانہ جملے اور سلطان ایوب کا عملی جواب:۔ مسلمانوں کے جس قافلہ کو ریجی نے لوٹا تھا جب انہوں نے ریجی نالڈ سے رہائی کا مطالبہ کیا تو اس پر ریجی نالڈ نے بڑے تحقیر آمیز انداز میں جواب دیا ''تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے'' جب سلطان صلاح الدین تک ریجی نالڈ کے اس تحقیر آمیز رویئے اور گستاخانہ کلمات کی خبر پہنچی تو اس نے قسم کھا کر عہد کیا ''اس صلح شکن کافر کو اللہ نے چاہا تو میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا''

صلیبی جنگوں کے اختتام پر جب بہت سے قیدی گرفتار کرلئے گئے تو ان قیدیوں میں گستاخ ریجی نالڈ بھی تھا اور یروشلم کا بادشاہ گائی بھی ایک قیدی کی حیثیت میں حاضر دربار تھا۔ سلطان نے گائی کو اپنے پہلو جگہ دی اور باقی امراء کو بھی ان کے رتبہ کے مطابق بٹھایا گیا۔ اس موقع پر ریجی نالڈ اور گائی کو سلطان کی قسم یاد آئی تو اس نے ریجی نالڈ کو سلطان سے بچانے کی کوشش کی مگر سلطان کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی غیرت نے اس بے ادب وگستاخ کو معاف کرنے کی اجازت نہ دی۔ سلطان نے تمام قیدیوں کو کھانے کے لئے روانہ کردیا اور گائی اور ریجی نالڈ کو روک کر اس کے سامنے اس کی عہد شکنیوں، بداعمالیوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ رویوں کا ذکر کیا جن کو سن کر ریجی کا خون خشک ہو رہا تھا اور نبض ڈوب رہی تھی۔ سلطان نے اسلامی اصول کے مطابق اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ ریجی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو سلطان نے جوش ایمان سے بلند آواز سے یہ الفاظ کہے ''میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں''

یہ کہتے ہوئے ریجی نالڈ کو اس کے انجام تک پہنچادیا۔ شاہ یروشلم گائی، ریجی نالڈ کا یہ انجام دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا تو سلطان نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''بادشاہوں کا یہ دستور نہیں کہ وہ دوسرے بادشاہوں کو قتل کریں۔ ریجی نالڈ کو تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے''

یہ تھا سلطان صلاح الدین ایوبی کا وہ جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی بدولت اس نے قبلہ اول بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروایا تھا۔ وہ اسلام کا ایک عظیم سپوت تھا جس پر تاریخ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ اے کاش کہ ہمارے آج کے مسلم حکمرانوں میں بھی یہی غیرت ایمانی پیدا ہو جائے تو پھر ابلیس کے کسی پیروکار کو بارگاہ رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی جرأت نہ پیدا ہو۔

گنبد خضریٰ شریف کو گرانا :۔اہل ایمان کا سکون گنبد خضریٰ شریف کو گرانے کا منصوبہ انگیز لعین بے دین یہود و ہنود کا ہے وہ اپنے اس ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور نامراد رہیں گے اب نجدی وہابیوں نے گنبد خضریٰ کو زمین بوس کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''اعداء گنبد خضریٰ'' کا مطالعہ کریں۔

گمراہ فرقوں سے نفرت:۔شہنشاہ بغداد سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب غنیة الطالبین میں فرمایا

وان لا یکاثرا اهل البدع ولا یدا ینهم ولا یسلم علیهم لان امامنا امام احمد جنبل رحمة اللّٰه علیه قال من سلم علیٰ صاحب البدعة فقد احبه لقول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم افشوا السلام بینکم تحابوا ولا یجالسهم ولا یقرب منهم ویهنیهم فی الاعیاد و اوقات السرور ولا یصلی علیهم اذا ما تواولا یترحم علیهم اذا ذکروابل یباینهم ویعادیهم فی اللّٰه عزوجل معتقدا بطلان مذهب اهل بدعة محتسبا بذلك الثواب الجزیل والاجر الکثیر۔ وروی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال من نظر الی صاحب بدعة بغضاً له فی الله ملأ اللّٰه قلبه امنا و ایمانا ومن انتهر صاحب بدعة بغضاً له فی اللّٰه امنه یوم القیمة و من استحقر بصاحب بدعة رفعه اللّٰه تعالیٰ فی الجنة مئة درجة و من لقیه بالبشر او بما یسره فقد استخف بما انزل اللّٰه تعالیٰ علی محمد صلی اللّٰه علیه وسلم۔ وعن ابی المغیرة عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما انه قال قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم ابی اللّٰه عزوجل ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته۔

وقال فضیل بن عیاض من احب صاحب بدعة احبط اللّٰه عمله واخرج نور الایمان من قلبه واذا علم اللّٰه عزوجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت اللّٰه تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا أخراھ۔

وقال فضیل بن عیاض رحمة اللّٰه علیه سمعت سفیان بن عیینة رحمة اللّٰه یقول من تبع جنازة مبتدع لم یزل فی سخط اللّٰه تعالیٰ حتی یرجع ۔ وقد لعن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المبتدع ،فقال صلی اللّٰه علیه وسلم من احدث حدثا أوآوی محدثاً فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین ولا یقبل اللّٰه منه الصرف والعدل یعنی بالصرف الفریضة و بالعدل النافلة وعن ابی ایوب السجستانی رحمة اللّٰه

انہ قال اذا احدثت الرجل بالسنۃ فقال دعنا من ھذا وحدثنا بما فی القرآن فاعلم انہ ضال۔ (غنیۃ الطالبین، فصل فی اعتقاد اھل السنۃ ان امۃ محمد ﷺ خیر الامم، الجزء اول، صفحہ ۱۱۵ دار احیاء التراث العربی)

اور اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ اور مبالغہ نہ کرنا چاہیے اور ان سے اختلاط نہ پیدا کرنا چاہیے اور ان کو سلام نہ کرے اس واسطے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کو سلام کیا گویا اس سے دوستی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اپنے آپس میں کرو تاکہ باہم ربط واتحاد زیادہ ہو اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ ان کے پاس جاؤ اور خوشی کے دنوں اور عید میں مبارکباد نہ کہو اور جب وہ مریں ان کے جنازہ نہ پڑھو اور جب ان کا ذکر ہو تو مہربانی وشفقت کے کلمے ان کے حق میں نہ کہو بلکہ ان سے دور رہو اور دشمنی رکھو واسطے خداوند تعالیٰ کے اس اعتقاد سے کہ مذہب اہل بدعت کا جھوٹ ہے اور ان کی دشمنی سے ہم کو ثواب حاصل ہوگا۔ پیغمبر خدا ﷺ سے روایت ہے کہ جو شخص اہل بدعت کو اپنا دوست سمجھ کر دیکھے تو خداوند کریم اس کے دل سے امن وایمان خارج کرتا ہے اور جو شخص اہل بدعت کو خدا کا دشمن تصور کرے اور لعنت وملامت کرے تو خداوند تعالیٰ اس کو قیامت میں امن وامان عطا فرمائے گا اور جو شخص اہل بدعت کو ذلیل وخوار رکھے تو خداوند تعالیٰ اس کو بہشت میں سو درجے عطا کرے گا اور جو شخص راضی کرنے کے لئے کشادہ پیشانی پیش آوے تو گویا اس نے کلام خداوند تعالیٰ کی تکذیب کی جو اوپر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نازل کیا ہے۔ ابی مغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل شانہ نے اہل بدعت کے عمل قبول فرمانے پر قسم بیان فرمائی ہے جب کہ وہ اپنی بدعت سے باز نہ آئیں۔ فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں اور جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ جو شخص بدعتی کے جنازے کی نماز پڑھے اس پر ہمیشہ خدا کا غضب رہے گا جب تک کہ وہ اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعتی پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ جس کسی نے دین میں نئی بات ایجاد کی یا بدعتی کو پناہ دی اس پر خدا اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے صرف وعدل کو قبول نہیں کرتا صرف سے مراد فرائض ہیں اور عدل سے مراد نفل ہے۔ ابوایوب بجستانی نے روایت کی کہ جب کوئی شخص کسی کو سنت نبوی ﷺ کی خبر کرے اور وہ کہے کہ آپ اس سنت کو رہنے دیجئے اور مجھ کو مطلع فرمائیے کہ قرآن میں کیا حکم ہے تو وہ شخص گمراہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در ذیل ایں آیت "وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ" در تفسیر

خود ارشاد فرموده است درحقائق التنزیل مذکور است که سهل بن عبدالله تستری فرموده ند "من صحح إیمانه وأخلص توحیده فإنه لا یأنس إلى مبتدع ولا یجالسه ولا یؤاکله ولا یشاربه ولا یصاحبه ویظهر من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعاً سلبه الله حلاوة السنن ومن تحبب إلى مبتدع لطلب عز فی الدنیا أو عرض منها أذله الله بتلك العزة وأفقره الله بذلك الغنى ومن ضحك إلى مبتدع نزع الله نور الإیمان من قلبه" یعنی مرد صحیح الایمان راباید عتیان تعلق انس نگیر دوہم در مجلس ایشاں وہم کاسه وہم نواله بایشاں نشود. ہر که با بدعتیان انس ودوستی پیدا کند نورایمان و حلاوت آں ازوے برگیرند. (تفسیرعزیزی پاره ۲۹ آیة "وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ" کے تحت، افغانی دارالکتب لال کنواں دہلی صفحہ ۵۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ اپنی تفسیر فتح العزیز قولہ تعالیٰ "وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ" کی تفسیر میں حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں حقائق تنزیل میں ہے کہ مردِ صحیح الایمان اور مومن خالص کے لئے لازم ہے کہ گمراہوں بدعتیوں سے انس نہ پکڑے اور نہ ان کے ساتھ مجلس کرے اور نہ میل جول رکھے اور نہ ان کے ہمراہ کھائے پیئے اوراس کی ذات میں سے گمراہوں کے ساتھ نفرت اور عداوت کا اظہار ہو اور جو شخص بدعقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اس سے نورِ ایمان سلب ہوجاتا ہے (پس کافر گیا) اور ایسا ہی تفسیر روح البیان وروح المعانی میں مذکور ہے اس لئے کہ تمام گمراہ فرقے دوزخی ہیں بجز فرقہ حنفیہ اہلسنت و جماعت اور وہ آج کے دن مذاہب ائمہ اربعہ میں منحصر ہے۔ جیسا کہ طحطاوی حاشیہ درمختار کتاب ذبائح میں فرمایا

من شذعن جمهور اهل الفقه والعلم والسوادالاعظم فقد شذفیما یدخله فی النار فعلیکم معاشر المؤمنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالىٰ و حفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالىٰ ومن کان خارجا عن هذه الاربعة فی هذاالزمان فهومن اهل البدعة والنار۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالختار، کتاب الذبائح جلد ۴ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

یعنی جو شخص جمہور اہل علم وفقہ سوادِ اعظم سے جدا ہوجائے وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اُسے دوزخ میں لے جائے گی تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ وکارساز رہنا موافقت اہلسنت میں

ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

حضرت حاجی حافظ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کا گستاخوں سے رویہ :۔ کوہاٹ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء چار دن سے حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری یہاں رونق افروز ہیں آج نماز جمعہ کے بعد آپ نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کے کوہاٹ والے جلسہ علماء کے فیصلہ وفتوئ کی تصدیق کرتے ہوئے اعلان کیا کہ علماء کرام کا فتوئ لفظ بلفظ درست ہے۔ مشرقی کافر، مرتد اور زندیق ہے جو شخص اس کے عقائد کا مصدق وموید ہو اوہ بھی بے ایمان وکافر ہے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ تمام مسلمان خصوصاً میرے ساتھ تعلق رکھنے والے خاکساری تحریک سے الگ ہو جائیں جو لوگ اس گمراہ کن تحریک سے الگ نہ ہوں ان کا بائیکاٹ کیا جائے اور اگر اسی حالت میں مر جائیں تو ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ میرا جو مرید خاکسار یا خاکساریت کا معاون ہے وہ خاکساریت کو چھوڑ کر ہی میرا مرید ہو سکتا ہے ورنہ اس کو میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا معلوم ہوا کہ آپ کے اس حکم کا اثر یہ ہوا کہ تقریباً پندرہ خاکساروں نے آپ کے سامنے خاکساریت سے توبہ کی جن میں سے ملاں شفیع الدین قاضی خاکساران، ملاں عثمان سالار تبلیغ منشی ظریف خان اور محبت خان سالار قابل ذکر ہیں توبہ سے پہلے محبت خان سالار مذکور کی شادی میں شمولیت سے حضرت پیر صاحب نے مسلمانوں کو روک دیا تھا چنانچہ کسی مسلمان نے اس کے ہاں جا کر کھانا کھانا گوارا نہ کیا۔ خاکسار کرم الٰہی فروش نے توبہ نہیں کی اس لئے پیر صاحب نے اس کو اس مجلس سے نکلوا دیا۔ (کتاب المشرقی علی المشرقی از مولوی بہاء الحق امرتسری مطبوعہ ۱۳۵۷ھ)

حدیث عائشہ کا جواب :۔ صلح کلی کے مرض میں مبتلا گستاخوں سے میل وجول کرنے پر سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کرتے ہیں

وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔ (کتاب الشفاء جلد اول صفحہ ۲۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ لیکن اگر کسی نے اللہ کی حرمت وعزت کی توہین کی تو

پھر اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیا۔

اس کی تشریح میں علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں جان لو کہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا جس نے آپ کو گالی دی یا آپ کو تکلیف دی یا آپ کی تکذیب کی یہ تو سب اللہ تعالیٰ کی حرمات میں سے ہیں اور اللہ کی حرمات کی توہین ہے اس لئے آپ نے ان کا انتقام لیا لیکن اگر کسی نے آپ سے سوئے ادب سلوک کیا یا قول وفعل سے آپ کی جان اور مال کے ساتھ کوئی بد معاملہ کیا اور ایسا کرنے والے کا ارادہ آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ ایسا اس نے اپنی فطری جبلت کی بناء پر کیا جیسے بدوؤں نے آپ سے جہالت اور اجڈ پن کی وجہ سے آپ سے کوئی سلوک کیا یا بشری تقاضوں اور کمزوریوں کی بناء پر کوئی عمل ہو گیا تو آپ نے اس کا انتقام نہیں لیا۔ جیسے ایک اعرابی نے آپ کی چادر کھینچ لی تھی حتیٰ کہ آپ کی گردن مبارک پر اس کا نشان پڑ گیا تھا۔ ایسی صورتوں میں آپ کا ان لوگوں سے درگزر فرمانا احسن تھا۔ (کتاب الشفاء)

مگر جو اپنے آپ کو عالم کہلائے منبر پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر اعتراض کرے یا ضخیم کتابیں لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ نماز میں آپ کے خیال آنے سے نماز فاسد ہوتی ہے پھر ایسے بدبختوں سے صلح کا ہاتھ بڑھانا کیسا؟

قاضی عیاض مزید لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے ابتدائی زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرتے، ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتے، ایمان کو ان کے لئے پسندیدہ بناتے اور ان کی خاطر مدارت کرتے تھے آپ اپنے صحابہ کرام کو فرماتے تھے

إِنَّمَا بُعِثْتُم مُيَسِّرِين وَلَم تُبْعَثُوا مُنَفِّرِين۔ (کتاب الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، نہ کہ نفرت پھیلانے والے

آپ یہ بھی فرماتے

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا۔ (کتاب الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

آسانی پیدا کیا کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالا کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں اور منافقوں سے مدارت کرتے، ان سے اچھے انداز سے پیش آتے، ان کی غلط باتوں سے چشم پوشی کر لیا کرتے، ان کی طرف سے دی جانے والی تکالیف برداشت کرتے اور ان کے مظالم پر صبر کرتے تھے لیکن آج اگر وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچائیں تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم ان کی ایسی حرکتوں پر صبر کریں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۱۰ کتاب الادب)

آخر میں فقیران محبوب بندگان خدا کا ذکر تا ہے جنہوں نے گستاخوں کو واصلِ جہنم کیا فقیر نے ایسے عاشقان رسول ﷺ جنہوں نے گستاخانِ نبوت ورسالت صحابہ واہل بیت کرام کے پلید وجود سے زمین کو پاک کیا پر ایک کتاب مرتب کی ہے ان میں سے اپنے قریب زمانہ کے ایک عاشق رسول ﷺ غازی کا تذکرہ پیش کرتا ہوں تا کہ قارئین کرام کو یقین ہو کہ ہر دور میں وفادار امتی اپنے لجپال کریم روف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار رہتے ہیں

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سواری سردھانند ملعون اور مہاشر راجپال مردود کے واصل جہنم ہو جانے کے بعد ان منافقین ازلی نے مسلکاً ومشرباً رسولِ مقبول ﷺ کو استہزاء کا نشانہ بنایا۔ ایسے ہی ایک دراز کور، ذوق خود سر کمینہ، فطرت ملچھ ونا پاک ہندو سورما کا نام ''پالامل'' تھا۔ زرگری اس کا ذریعہ معاش تھا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مسمی پالامل ایک صاحب ثروت ہندو سنار تھا اس کی دکان درگاہ حضرت پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا سی دور تھی اس کی پشت پر ہندو ساہوکاروں کا ہاتھ تھا۔ بنیاؤں کے ٹولے کی حمایت میں ابتداً وہ مسلمانوں کی معاشی ناسازگاریوں پر بکتا رہا اس نے کئی بار برملا کہا ''قرضہ تو یہ دیتے نہیں اور بنے ہوتے ہیں یہ مسلمان'' ایک مرتبہ اس نے کہا ''مسلمانوں کا خدا تو اپنے بندوں سے زکوۃ کی بھیک مانگتا ہے جب کہ ان بیچاروں کو دو وقت کی روٹی بھی کھانے کو نہیں ملتی'' مسلمانوں کو چپ سادھے دیکھ کر اس کا حوصلہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ مزید اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا تھا۔ اولیائے عظام کے متعلق گالیاں بکنا اس کا معمول بننے لگا۔ ہندوؤں کو اکٹھا کر کے نماز کی نقلیں اتارنا اور اپنی عجیب وغریب حرکات سے انہیں ہنساتے رہنا تو گویا ہر روز کا مشغلہ تھا۔ بات فحش کلامی سے بھی بہت آگے جا چکی تھی۔

روزنامہ ''انقلاب'' لاہور کے ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت کے مطابق مسمی پالامل سنار نے بے ادبیوں کا یہ کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ۱۶ مارچ کو جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مردود مذکور نے نہ صرف نماز کا مضحکہ اڑایا بلکہ سرکار مدینہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق بھی نازیبا کلمات بکے اور شانِ رسالت مآب میں صریحاً گستاخی کی۔ اس قبیح حرکت پر پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور جا بجا اظہار ناراضگی کیا گیا۔ مسلم معززین شہر کے مشورے پر محمد کلیم پیر صاحب نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا مسٹر نیل مجسٹریٹ درجہ اول لاہور نے بڑی تندہی سے اس مقدمے کی قانونی موشگافیوں کو پیش نظر رکھا۔ بالآخر فریقین کے دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلہ میں لکھا ''میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم نے واقعی توہینِ رسول کی ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور سخت فساد کا خطرہ پیدا کیا اس لئے پالامل شاہ سنار کو چھ ماہ قید اور دو سو روپے جرمانے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۴ کے روزنامہ ''سیاست'' لاہور میں اس کی تفصیل یوں درج ہے۔

پالامل سنار کے خلاف توہینِ پیغمبر اسلام کے الزام میں مقدمہ چلتا ہے۔ ملزم نے مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف مسٹر بھنڈاری سیشن جج لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کی یہاں سے اسے تا فیصلہ ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

ان دنوں فیروز پور روڈ پر گزرنے والوں نے سنا کہ لاہور میں چوبرجی کے نزدیک واقع مشہور گورستان میانی صاحب سے گمنام چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ درد کی شدت اور آواز کا کرب مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا دل دہلا دینے والی یہ آہیں ''غازی علم الدین شہید'' کے مقبرے سے اٹھ رہی ہوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ میں قبر میں تڑپ رہا ہوں۔ کون ہے جو میرے لئے کہیں سے سامانِ تسکین ڈھونڈ لائے۔ راج پال کا ہم ذوق قصور کی شاہراہوں پر دندناتا پھر رہا ہے کیا میرے چاہنے والے مر گئے ہیں؟ اگر میرا کوئی جواں سال وارث زندہ ہے تو خدا کے لئے تختہ دار پر بزمِ رقص سجا کر مجھ سے ہم آغوش ہو جائے۔ وہ دیکھو ہمارے آقا مولا ﷺ کوہ افم کی چوٹیوں پر استقبال کے لئے تشریف فرما ہیں، کوئی شہید رسالت جو آپ ﷺ کے کھلے ہوئے بازوؤں میں سمٹ جائے''۔

انہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک رات حافظ غازی محمد صدیق صاحب نیند میں تھے کہ مقدر جاگ اٹھا۔ نصف شب بیت چلی تھی جب آپ کو سرورِ بنی آدم، روحِ روانِ عالم، انسان عین وجود دلیل کعبہ مقصود، کاشف سرِ مکنون خازن علم مخزون، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قصور میں ایک بدنصیب ہندو پے در پے ہماری شان میں گستاخی کرتا چلا جا رہا ہے جاؤ اور اس کی ناپاک زبان کو لگام دو۔ قبلہ اصحابِ صدق وصفا کعبہ اربابِ حلم وحیا وارث علوم اولین مودت کمالات رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی حرمت وعزت کا جانباز محافظ کئی روز تک شدتِ غم وغصہ میں پیچ وتاب کھاتا رہا ان کے سینے میں جوشِ غضب کی چنگاریاں چیخ رہی تھیں ان کے دل میں ایک ہی جذبہ موجزن تھا کہ وہ جلد سے جلد قصور پہنچ کر اپنے آقا ومولا کے دشمن کو جہنم رسید کر دیں۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کی بات ہے آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کی ''مجھے خواب میں ایک دہن دراز کا فرد دکھلا کر بتایا گیا ہے کہ یہ ناہنجار توہینِ نبوی کا مرتکب ہو رہا ہے اسے گستاخی کا مزہ چکھاؤ کہ آئندہ کوئی شاتمِ رسول اس امر کی جرأت نہ کر سکے۔ میں قصور اپنے ماموں کے پاس جا رہا ہوں۔ گستاخ موذی وہیں کا رہنے والا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس ذلیل کتے کی ذلت ناک موت میرے ہی ہاتھوں واقع ہوگی نیز مجھے تختۂ دار پر جامِ شہادت پلایا جائے گا آپ دعا فرمائیں کہ بارگاہ نبوت ﷺ میں میری قربانی منظور ہو اور میں اپنے عظیم فرض کو بطریق احسن نبھا سکوں'' ماں نے بخوشی اجازت دے دی۔ ایک مومنہ کیلئے اس سے بڑھ کر کیا مسرت ہو سکتی ہے کہ اس کا بیٹا دینِ اسلام کے کام آئے۔

۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت قبلہ غازی صاحب دربار بلھے شاہ کے نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ عقابی نگاہیں آنے جانے والوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ اتنے میں ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس نے

چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ رکھا تھا آپ نے جھٹ اسکی راہ روکی اور پوچھا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ یہاں کیا کرتا ہے؟ اسے اپنا نام بتانے میں تامل کیا۔ نوبت ہاتھاپائی تک پہنچی آپ کو تنہا دیکھ کر اسے بھی حوصلہ ہوا وہ کہنے لگا ''مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے اور اب کونسی قیامت آجائے گی۔'' الغرض غازی موصوف نے اسے پہچان لیا تھا کہ یہی وہ گستاخ نبی ہے جسے ٹھکانے لگانے پر میں مامور ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا ''میں تاجدار مدینہ ﷺ کا غلام ہوں کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا اے دہن دراز ملیچھ آج تو کسی طرح بھی ذلت ناک موت سے نہیں بچ سکتا۔ یہ کہہ کر آپ نے تہبند سے رمبی (چمڑا کاٹنے والا اوزار) نکالا اور للکارتے ہوئے اس پر حملہ آور ہو گئے۔ حافظ محمد صدیق متواتر وار کئے جا رہے تھے نہ صرف یہ بلکہ زور زور سے نعرہ لگا کر بے غیرت پر برس پڑتے۔ واقعات کے مطابق پورے ساڑھے سات بجے شمع رسالت میں گستاخی کرنے والا یہ گھناؤنا کردار جسے لوگ لالا پالامل شاہ کے نام سے جانتے تھے اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

مقتول مردود کے واویلے اور آپ کے نعرہ ہائے تکبیر سے کثیر تعداد میں لوگ اس جانب متوجہ ہو چکے تھے عینی شاہدوں کا کہنا ہے ''آپ اس وقت تک ملعون ساہوکار کی چھاتی سے نہیں اترے جب تک موت کا پختہ یقین نہیں ہو گیا'' غازی صاحب کا لباس خون کے چھینٹوں سے بری طرح آلودہ ہو چکا تھا ارد گرد بھی گندے لہو کے داغ تھے۔ مقتول کا چہرہ نہ صرف بری طرح مسخ ہوا بلکہ ہیبت ناک شکل اختیار کر گیا تھا یہاں تک کہ ڈر کے مارے کوئی قریب نہ پھٹکتا۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے جسم پر زخموں کے چالیس واضح نشان تھے۔ موقع پر موجود افراد کا بیان ہے اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو باآسانی ایسا کر سکتے تھے مگر انہوں نے اپنے کام سے فارغ ہو چکنے پر دوگانہ نماز شکرانہ ادا کی اور قریبی مسجد کی سیڑھیوں پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے اور وقفہ وقفہ سے زیر لب مسکراتے اور کچھ گنگناتے رہے۔ اس وقت تمام ہندوؤں کے چہرے اترے اترے تھے مگر غازی محمد صدیق صاحب نہایت مطمئن اور سرشار نظر آئے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کی یہ ادا مسلمانوں کی سربلندی اور غیرت مند فطرت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو یہ واقعہ چودھری غلام مصطفیٰ سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا جب غازی صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ''چونکہ مقتول نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں سخت بے ادبی کی تھی اس لئے میں نے اس کو جہنم واصل کر دیا میرا یہی بیان ہے'' سیشن کورٹ میں آپ کے مقدمہ کی سماعت ۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کو سینٹرل جیل لاہور میں مسٹر سیل سیشن جج کے روبرو شروع ہوئی۔ غازی صاحب کی طرف سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر شیخ خالد لطیف گابا (کے ایل گابا'' نومسلم اور پیغمبر صحرا'' کے مصنف) پیروکار نے اپنے بیان میں فرمایا ''بلاشبہ پالامل کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ اس ملعون نے رسول کریم ﷺ کی توہین کی تھی اور دیدہ دانستہ اس جرم کا مرتکب ہوا اسے راجپال اور غازی علم

الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا بھی بخوبی علم تھا اس نے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے خود کو سزا کے لئے پیش کیا اگر اس واقعہ (شانِ رسالت میں گستاخی) کو بیس سال بھی گزر جاتے تب بھی میں اسے ضرور بالضرور واصل فی النار کر کے چھوڑتا۔ ہمارے مذہب کے مطابق وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کوئی منافق ہے جو نبی پاک ﷺ کی توہین سن کر خاموش رہے اور عصمتِ رسول ﷺ پر جان قربان نہ کرے کسی اور شخص کی ذات کا مسئلہ ہو تو برداشت ہوسکتا ہے۔

دنیوی امور میں کسی بھی فرد کی شان میں گستاخی پر چپ رہا جاسکتا ہے لیکن سرکار مدینہ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر ہرزہ سرائی کرنے والوں کے خلاف غیظ و غضب، جوش وولولہ اور غصہ کسی حالت میں بھی کم نہیں ہوسکتا۔ میں نے جو کچھ کیا خوب غور و فکر کے بعد غیرتِ دینی کے سبب اپنے رسول ﷺ کی شان کو برقرار رکھنے کے لئے کیا ہے اس پر مجھے قطعاً تاسف یا ندامت نہیں۔ سیشن کورٹ میں غازی محمد صدیق صاحب کے لئے موت کا حکم سنایا گیا۔

زندہ دلانِ قصور نے اس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ لاہور میں اپیل گزاری۔ عدالت عالیہ میں ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو سماعت ہوئی۔ فیصلہ صادر کرنے کے لئے ایک ڈویژنل بنچ تشکیل دیا گیا اس میں چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید شامل تھے۔ فیصلے کے طور پر سیشن کورٹ کا حکم بحال رہا۔

غازی محمد صدیق صاحب کو ابتداً سب جیل قصور میں ہی محبوس رکھا گیا جب مقدمہ سیشن سپرد ہوا تو آپ کو سینٹرل جیل لاہور میں لے آئے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کی تاریخ پر ہائیکورٹ لاہور میں فیصلہ آپ کے خلاف ہوا تو اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر ہی غازی محمد ممدوح کو لاہور سے فیروز پور لے جایا گیا۔ عمائدین کے استفسار اور عوام کے اضطراب پر انتظامیہ نے موقف اختیار کیا چونکہ آپ ضلع فیروز پور سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے بغیر کسی خاص وجہ کے انہیں کسی اور مقام پر پھانسی نہیں دی جاسکتی مگر اصل سبب یہ تھا کہ حکومت کو ہندوؤں کے مابین فساد کا زبردست خطرہ تھا۔

شہید رسالت کے برادر خورد الیس طاہر نے ایک ملاقات میں بتایا "ہمیں ۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو آخری ملاقات کے لئے ضلعی جیل فیروز پور میں پابند کیا گیا۔ ہم لوگ طلوع آفتاب کے وقت جیل خانہ کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ غازی صاحب ہمیں نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور تمام وقت ہنس ہنس کر گفتگو فرمائی انہوں نے ہمیں صبر و ضبط کی خاص تلقین کی۔ فرمایا خواہش تھی کہ میری زندگی کسی کے کام آئے اور میرا نام شمع نبوت کے جانثار پروانوں میں لکھا جائے۔ میں نے قصہ زندگی کو بفضلہ تعالیٰ لہو کے چھینٹوں سے رنگین بنالیا ہے۔ انشاء اللہ کل میری روح گنبد خضریٰ کے سائے میں ہوگی۔ میں اپنے اس اقدام پر بہت خوش اور نازاں ہوں۔ عدالت زیادہ سے زیادہ جو سبق دے سکتی ہے جب چاہے دے دے مجھے قطعاً حزن و ملال نہ ہوگا مگر جب ہمیں شہنشاہ مدینہ ﷺ کی حرمت و تقدس کے تحفظ کی ضمانت فراہم نہیں کی جاتی کوئی نہ کوئی سرفروش بزمِ دار و رسن میں

محبت کے چراغ جلاتا ہی رہے گا اس کی بات ہی کیا؟ میں تو آپ کی خاکِ قدم پر پوری کائنات بھی نچھاور کرڈالوں تو میرا عقیدہ ووجدان یہی کہتا ہے کہ گویا پھر بھی حقِ غلامی ادا نہیں ہوسکا"

سیشن کورٹ میں فیصلے کے دن حضرت قبلہ حافظ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے اپنے جواں سال بیٹے کی پیشانی چومتے ہوئے نہایت حوصلہ کے ساتھ فرمایا"میں خوش ہوں جس رسول ﷺ کی شان وعظمت کے تحفظ کے لئے تم قربان گاہ پر جارہے ہو اس رسول کی شان قائم رکھنے کے لئے مجھے تم جیسے دس بیٹوں کی قربانی بھی دینا پڑے تو رب کعبہ کی قسم کبھی دریغ نہ کروں"

روزنامہ انقلاب لاہور اور دیگر معاصر مسلم اخبارات میں آپ کی والدہ کے اس جرأت مندانہ بیان کے علاوہ غازی موصوف کے بارے میں یہ بھی درج ہے کہ آپ نے ایمان پرور الفاظ کو سنتے ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور والدہ موصوفہ سے اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے کہا"میں نے پالامل کو قتل کرکے اپنے نبی کریم ﷺ کی شان قائم رکھنے کے لئے جو قربانی پیش کی ہے اس کی خاطر اگر مجھے ہزار مرتبہ جینا مرنا پڑے تو تب بھی میں ہر دفعہ ناموسِ رسالت پر پروانہ وار فدا ہوتا رہوں گا اور اسے صدق دل کے ساتھ اپنا شوخی تقدیر پر سجدۂ تشکر بجالاتا رہوں۔ میرے بعد ہرگز آہ وزاری اور واویلا نہ کریں۔ کہا امی جان مجھے صرف قرآن اور صاحبِ قرآن سے انس ہے آپ بھی ہمیشہ انہی سے انس لگائے رکھیں"

۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۳۵ء بروز بدھ ساڑھے چھ بجے صبح آپ تختہ دار کی طرف چلے، نپے تلے قدم نشیلی چال آنکھوں میں مقدس چمک دل تصور جاناں میں گم اور ہونٹوں پر درود وسلام کے گلاب۔

پورے سات بجے آپ تختہ پر کھڑے تھے، کنٹوپ چڑھا دیا گیا۔ آپ نے نہایت زور سے نعرۂ بلند لگایا پھر گویا ہوئے"میں حاضر ہوں یا رسول اللہ""الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔ اسی ثانیہ جلاد اشارہ پا کر آگے بڑھا اور ذرا دیر بعد آپ سولی پر لٹک رہے تھے۔ قربان گاہ میں خونِ دل کی حدت سے مشعلِ وفا کو فروزاں رکھنے والے اس خوبرو مجاہد کی عمر اس وقت فقط ۲۱ سال تھی۔

یہ خبر پورے ملک میں پھیل چکی تھی کہ ۶ مارچ کی صبح حافظ غازی محمد صدیق تختہ دار پر لٹکائے جانے والے ہیں۔ اس کے ساتھ کھیم کرن پٹی، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے علاوہ گردونواح کے دیہات سے کافی زائرین جنازے میں شرکت کے لئے کھنچے چلے آرہے تھے۔ ۵ مارچ کی شام سے ہی قصور کے عوام نے اپنے کاروبار بند کر لئے رات کو ہر طرف پڑاؤ ہی پڑاؤ نظر آتے تھے جن کا مقصد وحید اپنے شہید ناز کی زیارت تھا۔ اگلے دن پورے شہر میں مکمل ہڑتال تھی۔ دکانوں کے علاوہ اسکول اور کارخانے بھی بندرہے چونکہ انتظامیہ اور جملہ مجسٹریٹ بھی شہر کے انتظام میں مصروف تھے اس لئے عدالتیں سونی

پڑی رہیں نہ صرف پولیس اور تحصیل کے حکام مصروف تھے بلکہ ضلع کے حکام پولیس اور فوجی افسر جن میں گوروں کی بڑی تعداد تھی نے بھی آنے جانے والوں پر کڑی نگاہ رکھی چونکہ امن عامہ کا زبردست خطرہ تھا اس لئے انتظامات بہت سخت کر دیئے گئے تھے۔

سات بجے فیروز پور ڈسٹرکٹ جیل میں غازی محمد صدیق کو جام شہادت پلا دیا گیا۔ قصور اور فیروز پور کے مسلمان کافی تعداد میں اپنے غازی کی نعش حاصل کرنے کے لئے جیل کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ آٹھ بجے کے قریب جیل کے عملے نے شہید کی نعش ورثاء کے حوالے کر دی۔ پھولوں سے بجی ہوئی ایک لاری میں جو پہلے تیار کھڑی تھی آپ کی میت کو قصور لایا گیا مسلمانان فیروز پور کی خواہش تھی کہ وہاں جنازہ پڑھایا جائے مگر حکومت کی سخت تنبیہ کے سبب اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ فیروز پور سے قصور تک سڑک کے دورویہ لاتعداد کلمہ گو کھڑے تھے جو عقیدت میں ڈوب کر درود پاک پڑھتے ہوئے قافلہ شوق پر پھولوں کی بارش برساتے رہے۔ جس میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جنازے کو کندھا دینے کے لئے چارپائی کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے تھے آپ کے جسد مبارک کو قبرستان میں پہنچایا گیا۔

شہید رسالت کا عظیم منصب عطا ہونے پر غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے دیگر خواتین کو بھی اس موقعہ پر چیخ و پکار سے سختی سے منع کر رکھا تھا جب کوئی عورت تعزیت کی غرض سے ان کے پاس آتی تو آپ فرماتیں "یہ غم و اندوہ کیسا؟ حضور ﷺ پر قربان ہونا خوشی کا مقام ہے۔"

غازی شہید مذکور کا تعارف

غازی محمد صدیق شہید کا نسبی تعلق شیخ برادری سے تھا۔ نبوت کے شیدائی کی ولادت با سعادت ۱۹۱۴ء کے درمیانی مہینوں میں ہوئی۔ پانچ سال کا ہو جانے پر انہیں مسجد میں بیٹھایا گیا۔ ۱۹۲۵ء تک دینی تعلیم کے علاوہ آپ پانچویں جماعت بھی پاس کر چکے تھے۔ چونکہ آپ کے والد ماجد شیخ کرم الٰہی فیروز پور چھاؤنی میں جو قصور سے قریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے پکے چمڑے کا آبائی پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے وہ اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں لے گئے غازی صاحب کو چھاؤنی کے قریب ہی ایک تعلیمی ادارے میں داخل کروایا گیا جہاں آپ تین سال زیر تعلیم رہے اور آٹھویں کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران آپ کے والد حضور چند روز کی ناسازی طبیعت کے بعد جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ غازی محمد صدیق شہید کی والدہ محترمہ کا نام عائشہ بی بی تھا۔ آپ بڑی نیک سیرت اور حوصلہ مند خاتون تھیں ان کی تربیت کا اثر شہید موصوف کے ایک تاریخی عمل سے ۱۹۳۵ء میں سامنے آیا۔ سربکف، تکبیر بلب، مچلتا، اکڑتا، سنورتا، اچھلتا اور ہنستا، کودتا ہوا شمع رسالت کا پروانہ تختہ دار کو رونق بخش گیا۔ حضرت قبلہ غازی علیہ الرحمۃ تعلیم کا سلسلہ مجبوراً جاری نہ رکھ سکے تھے۔ مکتب سے قطع تعلق کرا لینے کے بعد دینی

کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ محفل میلاد منعقد کروانا گویا ایک معمول تھا۔ نعت رسول مقبول خوش الحانی سے پڑھتے کوئی اور دلسوزی سے پڑھتا تو سر دھنتے تھے بزرگ و برتر وجود کے نام نامی اسم گرامی سے ان کی محبت والفت والہانہ تھی۔ لباس ہمیشہ سنت کے مطابق رکھتے۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے کئی بار حضرت داتا گنج بخش اور حضرت بابا بلھے شاہ کی درگاہوں پر حاضری دی۔ نماز تو کبھی قضا نہ ہونے دی روزے کے بھی سختی سے پابند تھے۔

غازی ممدوح کے برادر اصغر شیخ طاہر صاحب نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے چھوٹی عمر میں ہی آپ نے حضرت شیخ محمد صاحب نقشبندی محلہ پیرانوالہ نزد دہلی دروازہ (فیروز پور) کے دست حق پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن کے لئے بھی کوشاں رہنے لگے۔ قصور شہر کی آبادی سے ملحقہ لنک کچہری روڈ پر ایک بڑا قبرستان واقع ہے یہاں آفیسر کالونی کے عین مقابل سڑک سے بائیں جانب ایک احاطہ حضرت غلام محی الدین صاحب کا مقبرہ دکھائی دیتا ہے۔ ذرا دور ایک نو مسلم بزرگ کا مزار ہے مگر اس کے بالکل نزدیک بظاہر خستہ حال یہ کسی لاوارث کی تربت ہے متصل شارع عام سے ہزاروں لوگ گاڑیاں دوڑاتے ہوئے بے خبری میں آگے نکل جاتے ہیں انہیں کون بتلائے کہ دو چار قدم ہٹ کر غیرت وفقر کا ایک زندہ مرقع درس محبت دے رہا ہے۔

مرقد کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی دیوار جس کی اینٹیں اکھڑ چکی ہیں۔ تعویذ پر گلاب کے تازہ پھولوں کی چادر بچھی ہوئی ہے۔ شکستہ لوح مزار پر تاریخ وصال اور کلمہ طیبہ کے علاوہ مندرجہ ذیل قطعہ رقم ہے۔

صدیق چوں شہید رہ لا الہ شد
مسند نشین عشق بصد عز وجاہ شد
آمد ندا زغیب کہ آں مرد سرفروش
خاک رہ جناب رسالت پناہ شد

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں:۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس خطہ ارض پر اقدس اکمل، اطیب واطہر، نور مجسم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہرزہ سرائیوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پورے ہندوستان میں آپ کی سیرت پاک کا تقدس لہولہو تھا، کتے مسلسل بھونک رہے تھے، چیلیں اپنے ناپاک چونچوں میں گالی گلوچ کے کنکر اٹھائے گھونسلوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ دیار فرنگ سے بلاد ہند میں متعصب پادریوں کی یلغار آریہ سماجیوں کی باطل پروری کا برملا مظاہرہ اور راج پال کے برادر نسبتی مرزا غلام احمد قادیانی کا انگریزوں کی آغوش میں دعویٰ نبوت ہر طرف ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہے۔ دہن دراز گستاخانِ رسول اپنے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کا رخ مدینہ منورہ کی طرف موڑ لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے

کی مقدس دیواریں لرز اٹھیں۔

بیچارگی کے ان حالات میں میرے آقا و مولا کی حرمت کے سر بکف مجاہد آگے بڑھتے ہیں یہ خوبرو نوجوان کا مختصر گروہ تھا۔ آنکھوں میں بجلیاں، ہونٹوں میں مسکراہٹ کی چاندی اور زبان پر ''ہم حاضر ہیں یارسول اللہ'' کا رقت انگیز ترانہ لئے رسم دار نبھانے کو آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

انہوں نے محبوب ﷺ کے علم مراتب، عمدہ کمالات، ارفع درجات اور اعلیٰ مقامات پر حرف گیری کرنے والے بدطینت گستاخان ورذیل بے ادباء کی غلیظ زبانیں نوچ کر کتوں کے آگے پھینک ڈالی تھیں۔ عشق و محبت کے انہی بندوں میں شمع رسالت کے ایک پروانے کا نام ''غازی محمد صدیق شہید'' ہے جو صداقت کا پرچم تھام کر اٹھا اور اپنے لہو سے کتابِ صدق رقم کی۔ سنتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے مردود ازلی کو سورگ باش کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قربت میں مسند نشیں ہو گیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کی سرکوبی کا مرحلہ درپیش ہو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجدار مدینہ ﷺ کی ذاتِ والا صفات پر طنز و تضحیک کے تیر برسانے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی نوبت آئے تو قصور کے غیور مسلم نوجوان محمد صدیق کی یاد تڑپانے لگتی ہے۔

اس صدی کے ربع اول میں ہندومت کے احیاء کی تحریک زوروں پر تھی۔ متعصب ہندوؤں نے برصغیر پاک و ہند میں مسلم کشی کی ایک گہری سازش تیار کی۔ ایسی ہی دو انتہا پسند تحریکیں آریہ سماج اور سنگھٹن تھیں۔ اول الذکر کے مقاصد میں مسلمانوں کو اپنے تہذیبی ورثے سے کاٹ دینا تھا۔ ثانی الذکر ایک عسکری انجمن تھی اور طاقت کے بل بوتے پر ملت اسلامیہ کو مٹا دینا مقصود تھا آریہ سماجی تنظیم کا بانی سوامی دیانند سرسوتی تھا۔ اس نے ''ستیارتھ پرکاش'' کے نام سے ایک گمراہ کن کتاب لکھی۔ کتاب کا چودھواں باب اسلام دشمنی پر مبنی تھا۔ سوامی مذکور کے تنگ نظر چیلے پورے ہندوستان میں پھیل گئے اور یوں تحریک شاتم رسول شروع ہو گئی، دہلی میں گستاخ رسول ہندو سوامی شردھانند قاضی عبدالرشید کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ لاہور میں راجپال کو غازی علم الدین شہید نے تہ تیغ کیا۔ پشاور کے دو مسلم نوجوانوں تلہ گنگ کے غازی میاں محمد شہید چکوال کے غازی مرید حسین شہید اور غازی محمد منیر شہید کا تذکرہ تو سب کو معلوم ہے۔

فقیر نے قرآن و حدیث اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، مجتہدین، سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے ثابت کر دیا کہ دشمن احمد پہ شدت کرنا عین ایمان ہے۔ دور حاضرہ کے نام و نہاد ٹیڈی قسم کے مجتہد صلح کلیت کے مرض میں مبتلا کہتے ہیں کہ وہابیہ، دیوبندی، شیعہ وغیرہم گستاخانِ رسالت، صحابہ و اہل بیت کرام سے رواداری ان کے ساتھ میل جول ان کے لئے اعزاز و اکرام ان کے اسٹیج پر جانا ان کو اپنے پاس بلانا وقت کی ضرورت ہے حالانکہ سخت ترین جرم ہے۔ ان کے اس عمل سے

دنیا میں واہ واہ تو ہو گئی لیکن قبر و حشر میں اپنے کریم آقا رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

فقیر نے اپنا فرض ادا کر دیا

جو میرا فرض تھا میں نے پورا کیا　　صلکلحیوں شرم نہ آئے تو میں کیا کروں

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پنجاب پاکستان

مصنف کتاب ھذا کا مختصر سوانحی خاکہ

حضرت مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب قدس سرہٗ

نام: محمد فیض احمد　　کنیت: ابوالصالح　　تخلص ونسبت: قادری اُویسی رضوی

ولدیت: مولانا نوراحمد صاحب اویسی

خطابات: شیخ الحدیث، استاذ العلماء، مفسر اعظم پاکستان، عمدۃ المحدثین، فیض ملت فیض مجسم، صاحب تصانیف کثیرہ

سن پیدائش: 1932ء جائے پیدائش: بستی حامد آباد تحصیل خانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خان　　ذات: لاڑ (جام)

خاندانی پیشہ: زراعت / کاشتکاری　　شجرہ نسب: آپ کا شجرہ نسب حضرت عباس بن عبدالمطلب سے جا کر ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم: اپنے والد ماجد مولانا نوراحمد صاحب سے حاصل کی۔

حفظ قرآن: استاد جان محمد، حافظ سراج احمد، حافظ غلام یسین صاحبان سے کیا۔

درس نظامی: خورشید ملت علامہ حضرت خورشید احمد فیضی اور مولانا عبدالکریم اعوان فیضی، مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمتہ اللہ علیہم

دورہ حدیث: حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ

درس وتدریس: علامہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب نے 1952ء میں اپنی بستی حامد آباد میں ایک چھوٹے سے مدرسے کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بہاولپور آمد: 1963ء میں آپ بہاولپور تشریف لائے، اور قطعہ اراضی 5 کنال خرید کر سیرانی مسجد اور مدرسہ جامعہ اُویسیہ کی بنیادیں استوار کیں، آج یہ عالیشان مسجد اور مدرسہ محکم الدین سیرانی روڈ پر دکھائی دیتا ہے۔

مشہور تصانیف کتب: تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، فضل المنان (قرآن پاک کی عربی تفسیر) سفرنامہ شام وعراق، فتاویٰ اُویسیہ، شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدیں ذکر سیرانی، ترجمہ وتشریح صحاح ستہ، ترجمہ کیمیائے سعادت، ترجمہ احیاء العلوم، ترجمہ مکاشفۃ القلوب، ترجمہ شرح الصدور، ترجمہ البدور السافرہ فی احوال الآخرہ، ترجمہ الساعہ (قیامت کی نشانیاں)، الزواجر عن اقتراف الکبائر اُردو جہنم سے بچانے والے اعمال۔

مشہور سرائیکی کتابیں: تاریخی کتاب 'ابن جریر طبری' کا سرائیکی ترجمہ، سرائیکی نعتوں کا مجموعہ، شرح دیوان فرید، ترجمہ کریما سعدی، سرائیکی ترجمہ تنویر الملک مع حواشی، سائنس رسول کریم ﷺ دے قدماں وِچ

سندھی زبان میں کتب: بدعت چا آھی، کاروکاری جو تباہ کاریاں۔

کتابوں کی کل تعداد: علامہ اُویسی صاحب کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہیں۔

شادی واولاد: علامہ اُویسی صاحب نے دو شادیاں کی تھیں، دوسری شادی اُنہوں نے عمر کے آخری حصے میں کی جس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ پہلی گھر والی سے چار بیٹے مفتی محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ' علامہ محمد عطاء الرسول اویسی' محمد فیاض احمد اویسی علامہ محمد ریاض احمد اویسی ہیں اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔

مشہور شاگرد: علامہ اُویسی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے پوری دُنیا میں اُن کے تربیت یافتہ علماء موجود ہیں ان کی فہرست لکھی جائے تو کئی دفاتر درکار ہیں۔

سیر وسیاحت: سعودی عرب، شام، عراق اور انگلینڈ (انگلینڈ میں ۳ ماہ قیام کے دوران ترجمہ فیض القرآن مکمل کیا)

وصال: ۱۵ ارمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ بروز جمعرات بعد نماز فجر

مدفن: آپ کو جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا، جن کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔

خاص بات: علامہ اُویسی صاحب کی تفسیر روح البیان پاکستان وہندوستان سمیت پوری دُنیا میں جہاں اردو خوندہ حضرات ہیں مقبول ہو چکی ہے۔ اور علامہ اویسی صاحب نے فرمایا ہے کہ میری ہر کتاب ہر پبلیشرز/ادارہ/فرد شائع کر سکتا ہے۔ اُمت مسلمہ کی بھلائی کیلئے کسی قسم کی کوئی شرط یا پابندی نہیں ہے۔

از قلم: معروف صحافی کالم نگار ملک محمد صادق موتھا (مرحوم) جلال پور پیروالا

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ دارالعلوم اویسیہ رضویہ بہاولپور

ایک تحریک ایک ادارہ دانش کدہ علم وحکمت

جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم اپنی علمی پیاس بجھا کر پوری دنیا میں جہالت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں

تحریر:۔ محمد فیاض احمد اویسی مدیر ماہنامہ ''فیض عالم'' بہاولپور

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی دینی علوم کے ماہرین بھی آئے جنہوں نے اپنے مزاج کے مطابق دینی ادارے قائم کیے کفر والحاد اور ارتداد کی یلغاریں بھی دین اسلام کو مٹانے کے لیے برابر اٹھتی رہیں یہاں تک کہ 1857 کی جنگ آزادی میں تحریک آزادی کی بظاہر ناکامی کے بعد انگریزی استعمار نے جہاں علماء حق کو تختہ مشق بنایا وہاں دینی تعلیم کے مراکز کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور مسلم قوم کے سلیم الفطرت نوجوانوں کے دلوں اور اذہان وفکر سے اسلام اور اسکی روح کو ختم کرنے کے لیے جدید نظام تعلیم وضع کیا جس کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے فرمایا۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے

فقط دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان اثرات کو محسوس کرتے ہوئے علماء کرام نے درس نظامی کی طرف توجہ مبذول کرائی تاکہ مسلمانوں کو ان زہریلے اثرات سے نجات دلائی جائے۔1864ء میں مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی اجازت سے اپنی خانقاہ میں دینی تعلیم کے لیے بریلی میں مدرسہ قائم فرمایا جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے یہ سب سے پہلا مدرسہ تھا دیگر تمام مدارس بعد میں معرض وجود میں آئے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی کا دارالعلوم دیوبند1898ء میں قائم ہوا۔اوراسی طرح سرسید کی تعلیمی تحریک کا آغاز1875ء میں ہوا۔

اجازۃ الرضویہ کے حوالہ سے1930ء تک اس مدرسہ سے فارغ التحصیل طلبہ کی تعداد چودہ ہزار تک جا پہنچی تھی اس دارالعلوم سے آج تک لاکھوں آفتاب علوم ظاہری وباطنی سے منور ہو کر پوری دنیا میں جہالت کے اندھیرے کے خلاف برسرپیکار نظر آتے ہیں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہ ضرورت تھی کہ یہاں کے قائدین ایک ایسا تعلیمی نظام رائج کریں جو بیک وقت دینی ودنیاوی تقاضوں کو پورا کرتا ہو اور لادینیت کے پھیلتے ہوئے انتشار کا سدباب ہو مگر عملاً ایسا نہ ہوا ان دگرگوں حالات کو دیکھتے ہوئے علمائے کرام اور اہل اسلام کو دینی علوم کے بقا کی فکر لاحق ہوئی اور پاکستان میں دینی مدارس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس مقصد کی تکمیل کے لیے1963ء میں حضرت مفسر اعظم پاکستان فیض ملت شیخ القرآن والحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض

احمد اویسی صاحب نے بہاولپور کی سنگلاخ زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے ارشاد عالیہ کو عام کرنے کی غرض سے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کی بنیاد رکھی۔ قبل ازیں آپ ضلع رحیم یار خان کے دورافتادہ علاقہ تحصیل خان پور کی بستی حامد آباد میں مدرسہ اویسیہ رضویہ منبع الفیوض کے نام سے ادارہ قائم فرما چکے تھے عرصہ دراز تک اس چشمہ فیض مصطفیٰ ﷺ سے سینکڑوں تشنگان علم اپنی پیاس بجھاتے رہے آپ کے مرشد کامل پیر طریقت حضرت خواجہ محمد دین اویسی نوراللہ مرقدہ سجادہ نشین خانقاہ شریف حضرت خواجہ قبلہ حضور محکم الدین سیرانی صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ (سمہ سٹہ) نے اپنی درسگاہ پر مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا (حضرت موصوف صحیح معنیٰ میں محب العلم والعلماء تھے) مگر حضرت موصوف کی زندگی نے یاوری نہ کی اور ملک عدم کو سدھار گئے تو حضرت مفسر اعظم پاکستان علامہ اویسی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے مرشد کریم سے کیا ہوا وعدہ نبھاتے ہوئے بہاولپور کی سرزمین پر قدم رکھا اور اس دھرتی پر جس طرح ظاہری تروتازگی کا کوئی سامان نہ تھا اسی طرح رشد و ہدایت اور علم کی ہریالی بھی نام کو نہ تھی یہ بنجر زمین اپنے سینے پر رسول دشمن عناصر کے انگارے لیے جھلس رہی تھی ہر طرف توہین رسالت کا بازار گرم تھا اور وتعزروہ وتوقروہ کے احکامات کے ساتھ عداوت کے طوفان بپا تھے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے ہر باب کو شرک و بدعت کا نام دے کر بند کیا جا رہا تھا تنقیص رسالت اس دور کی سب سے بڑی توحید بن گئی تھی یہ زہر آلودہ ماحول انتہائی عروج پر تھا کہ قدرت نے ایک بار پھر ارض بہاولپور کو اپنی باران رحمت کے لیے منتخب فرمایا۔ مجاہد دین مصطفیٰ ﷺ کا بیباک سپاہی خلوص کا پیکر علم و عرفان کا بحر شریعت و طریقت کا آشنا عشق حبیب کبریا ﷺ کے مقدس ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرزمین بہاولپور میں آوارد ہوا۔ حب نبی ﷺ کے گذر سے سومنات کے مندروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ ان مذہبی بہروپیوں کا بھانڈا سر راہ پھوڑ دیا۔ آپ کی آمد نے کائنات مذہبی میں انقلاب برپا کر دیا دماغوں کی دنیا میں ہلچل مچ گئی آپ نے محبوب خدا سرور انبیاء حضرت محمد ﷺ کی الفت و محبت سے دلوں کو منور کر دیا اور دلوں کو عشق رسول ﷺ کی خوشبو سے مہکا دیا آپ نے عقائد اہلسنت پر ایسے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ قائم فرمائے کہ گندم نما جو فروش کٹھ ملاؤں کی کئی سالوں کی محنت پر پانی پھیر دیا اور آپ کی آمد سے علاقہ غلامان مصطفیٰ کے لیے روشنی کا مینار بن گیا اور ابلیسی توحید ابلیس کی آغوش میں سسکیاں لینے لگی۔

مخالفین کے وار:۔ بہاولپور میں پہلے پہل شاہدرہ کی مسجد آئے مگر مخالفین کی سازشوں کی وجہ سے اہل محلہ نے وہاں سے نقل مکانی پر مجبور کر دیا تو محلہ گنج شریف سید محب الدین شاہ صاحب کی مسجد میں پناہ لی لیکن یہاں بھی مخالفین کی شرارت اور بغض نے ٹھہرنے نہ دیا پھر محلہ گاڑی بان جامع مسجد کوثر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا مخالفین نے یہاں بھی طرح طرح کی سازشیں شروع کر دیں مصائب کے پہاڑ توڑے قاتلانہ حملوں کی سازشیں کی گئیں مسجد سے ملحقہ حجروں

میں بجلی کی تاریں کاٹ کر پریشان کیا گیا اہل محلہ کو متنفر کرنے کے لیے غلط قسم کی افواہیں پھیلانے کا سلسلہ شروع کیا گیا آپ خود فرماتے ہیں کہ فقیر کو بہاولپور کی درجنوں مساجد میں بسیرا کرنا پڑا کہیں بھی درس وتدریس کے لیے ٹھہرنے نہ دیا جاتا مقدمات لڑائی جھگڑے بپا رہتے اہل سنت حسب عادت میری داستانیں دیکھتے اور سنتے رہتے بلکہ بہت سے مہربانوں نے حوصلہ شکنی کرتے ہوئے بستر بوریا اٹھا کر واپس جانے پر مجبور کر دیا ایک دو سال فقیر کو بہاولپور نے مضمحل رکھا اور مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے ہر طرح کی مشکلات نے منہ کھول کر بہاولپور چھوڑنے پر مجبور کر دیا لیکن فقیر نے استقامت سے کام لیا سرزمین بہاولپور کو کہہ دیا کہ یہاں ہم گلستان مصطفیٰ ﷺ کی بہار دیکھ کر ہی دم لیں گے۔

حضور مفسر اعظم پاکستان علامہ اویسی سید شہاب دھلوی کی نظر میں

:۔ برصغیر کے معروف مؤرخ جنہیں مؤرخ کبیر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے جناب سید مسعود الحسن شہاب دہلوی (مرحوم) حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کے تعارف اور آپ کی استقامت کے عینی مشاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ عین اس وقت میں جب بہاولپور بدعقیدہ لوگوں کی گرفت میں تھا مولانا فیض احمد اویسی مسلک اہل سنت کا علم لے کر یہاں آئے اور وہ سرزمین جو کہ یارسول اللہ ﷺ کے نعروں کے لیے ترس رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے یارسول اللہ اور صلوۃ وسلام کی صداؤں سے گونجنے لگی مولانا اویسی کو شروع شروع میں یہاں دقتیں پیش آئیں ان کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں قدم قدم پر مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی کا رفو چکر ہو جاتا لیکن یہ جہاں سخت جاں واقع ہوئے ہیں تو وہاں مسلک کی حقانیت نے انہیں عزم وحوصلہ کی بھی قوت عطا فرمائی کہ مخالفین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے ان کے تمام حربے ناکام ہوئے اور ان کے قدم اکھڑنے کی بجائے مضبوط تر ہو گئے چنانچہ ان کی قائم کردہ مسجد سیرانی اور دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ (جنہیں مسلک اہل سنت کی مرکزی حیثیت حاصل ہے) روز افزوں ترقی پذیر ہیں۔ انہوں نے مکتبہ اویسیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کر دیا ہے جو مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اس ادارے کی مطبوعات اہلسنت کے حلقوں میں بہت مقبول ہیں اور بہاولپور میں ہی نہیں بہاولپور سے باہر بھی ان کی کافی مانگ ہے۔ آپ کو قرآن وحدیث تفسیر اور فقہ پر دسترس حاصل ہے تحریر وتقریر پر یکساں قدرت رکھتے ہیں انداز خطابت نہایت دلکش اور دلآویز ہے مترنم آواز میں جب کوئی نقطہ بیان کرتے ہیں۔ تو مجمع وجد میں آ جاتا ہے انداز تقریر اگرچہ قدیمی علمائے کرام جیسا ہے لیکن کوئی بات استدلال یا توجیہ سے خالی نہیں ہے فیوض الرحمٰن کے نام سے تفسیر روح البیان کا ترجمہ تحریر کیا ہے جسے علمی حلقوں میں کافی پسند کیا گیا ہے۔ اصول وعقائد پر ان کی تصانیف بڑی معرکۃ الاراء ہیں۔ عقائد کے معاملہ میں مولانا اویسی بڑے متشدد واقع ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی رورعائیت کے قائل نہیں جوان

کے عقائد کے خلاف ہیں ان سے میل جول تو دور کی بات ہے مصافحہ تک نہیں کرتے ڈنکے کی چوٹ پر ان کی مخالفت کرتے ہیں تقریر وتحریر میں ان کے خیالات کا رد بڑے شدومد سے ہوتا ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر مولانا اپنے مخالفوں کے ساتھ اتنا سخت رویہ نہ رکھیں تو لوگوں میں ان کا وقار اور احترام کافی بڑھ سکتا ہے اور ان کے خلاف محاذ آرائی بھی بند ہو سکتی ہے لیکن اس سلسلہ میں وہ اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ میں ان کی ذات کیا حقیقت رکھتی ہے جو لوگ اہانت رسول ﷺ سے باز نہیں آتے ان سے وہ کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں مولانا کے اس رویے کو کوئی پسند کرے یا نہ کرے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسلک اہل سنت کے حق میں اس رویے کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے جو لوگ دوسرے مکاتب فکر کے زیر اثر اپنے مسلک کا کھلم کھلا اعلان کرنے سے کترانے لگے تھے اب ان کا حجاب اٹھ چکا ہے مساجد سے درود وسلام کی آوازیں بھی بلند ہوتی ہیں اور جگہ جگہ محافل میلاد النبی ﷺ بھی منعقد کی جاتی ہیں اس خوش آئند تبدیلی کے علاوہ مولانا اویسی صاحب کے دار العلوم نے بھی مسلک کی بڑی خدمت انجام دی ہے بہر حال مولانا فیض احمد اویسی کا دم غنیمت ہے کہ انہوں نے مخالفین کی آندھیوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع روشن کی ہے اسکی تابندگی کے پروانوں میں بھی گاہے بگاہے اضافہ ہو رہا ہے۔(مشاہیر بہاولپور)

مولانا محمد منشاء تابش لکھتے ہیں

فاضل شہیر علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری (لاہور) جامعہ کے قیام کے متعلق لکھتے ہیں بہاولپور میں مدرسہ اویسیہ کے قیام نے اہل سنت کی طاقت میں اضافہ کیا مخالف پریشان عاشق شادمان ہوئے اطراف کے شائقین جوق در جوق آپ کی خدمت میں علوم وفنون اسلامیہ سے مرصع ہونے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے جانفشانی اور لگن سے کام کیا کہ بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ کو ایک مرکزی مقام حاصل ہوا مخالفین نے پہلے پہل آپ کو پریشان کرنے کی ناکام کوشش کی مگر آپ نے ہر طرح مقابلہ کی ٹھانی اختلافی وعلمی مناظروں میں مخالفین کو شکست فاش سے دوچار کیا الحمد للہ اب پورے انہماک اور دلجمعی سے جامعہ کی تعمیر وترقی کی طرف متوجہ ہیں۔

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کی سالہا سال مسلسل محنت سے ہزاروں فضلاء علماء اور حفاظ پیدا ہوئے جن کی فہرست طویل اور شمار سے باہر ہے ان کے اسمائے گرامی درج کرنے کے لیے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔

دارالعلوم کے شعبہ جات

شعبہ حدیث :۔اس شعبہ میں صحاح ستہ کی معروف کتب بخاری شریف مسلم شریف ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، موطا امام محمد نسائی شریف کے علاوہ اسماء الرجال اصول حدیث پر خصوصی نوٹس تیار کرائے جاتے ہیں درس نظامی کا یہ آخری شعبہ ہے اپنی حیات کے آخری ایام تک حضرت فیض ملت مفسر اعظم قبلہ اویسی صاحب نور اللہ مرقدہٗ اس شعبہ کی اکثر کتب خود پڑھاتے رہے۔اب ان کے صاحبزادگان اور جید علماء کرام مدرسین دورہ حدیث کی کلاس پڑھا رہے ہیں۔

شعبہ درس نظامی :۔علوم عربیہ میں یہ شعبہ بہت اہم ہے اس میں صرف، نحو، منطق، فقہ، اصول فقہ، علم میراث، علم العقائد، علم ادب، علم المناظرہ، علم الہندسہ، علم التاریخ، علم فلسفہ اور دیگر علوم متداولہ پڑھائے جاتے ہیں۔پانچ قابل ترین مدرسین محنت ولگن سے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبہ کمپیوٹر وفنی تعلیم :۔جامعہ میں جدید نظام تعلیم کے لیے اردو، ریاضی سائنس کی تعلیم کے علاوہ حکومت پنجاب کے تعاون سے ٹی ویٹا کے زیر اہتمام کمپیوٹر، موبائل، الیکٹرک کی کلاسز کا انتظام بھی ہے تاکہ طلبہ جدید تعلیم سے آراستہ ہو کر باطل قوتوں کا مقابلہ کر سکیں۔

شعبہ لبنات :۔جامعہ اویسیہ رضویہ علیحدہ باپردہ شعبہ لبنات قائم ہے جہاں بچیوں کو حفظ وناظرہ درس نظامی کا مکمل کورس پڑھایا جاتا ہے۔چار قابل ترین معلمات تعلیم وتربیت کی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

امتحانات :۔مذکورہ بالا شعبہ جات کے تنظیم المدارس اہلسنت کے کے بورڈ کے تحت امتحانات بھی دلائے جاتے ہیں طلباء کو علمی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی وروحانی تربیت نماز پنجگانہ نماز تہجد کی پابندی کے ساتھ ذکر واذکار پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے عربی بول چال فن تقریر بھی سکھائے جاتے ہیں امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں۔

شعبہ حفظ و تجوید:۔اس شعبہ میں طلباء کو قرآن پاک تجوید وقرأۃ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

شعبہ دارالافتاء :۔عوام کے سوالات کے جوابات کے لیے دارالافتاء قائم ہے جہاں پر مستند مفتیان کرام قرآن و حدیث اور فقہ حنفیہ کے مستند فتوی جات کی روشنی میں فتاوے جاری کرتے ہیں۔شہر اور مضافات کے علاوہ اندرون ملک و بیرون ملک سے بذریعہ خطوط سوالات آتے ہیں جن کے جوابات روانہ کر دیے جاتے ہیں۔

شعبہ نشرواشاعت :۔اس شعبہ کے تحت مکتبہ اویسیہ رضویہ کے ذریعہ حضرت فیض ملت قبلہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے سینکڑوں غیر مطبوعہ علمی درسی تبلیغی اصلاحی رسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر دنیا بھر میں پہنچ رہے ہیں قرآن کریم کی

مستند تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمان بہترین کتابت اعلیٰ طباعت مظبوط جلد کے ساتھ گذشتہ نصف صدی سے شائع ہوکر اردو جاننے والے حضرات کی راہنمائی کر رہی ہے اس شعبہ کے تحت جون ۱۹۸۹ ماہنامہ فیض عالم بھی شائع ہوتا ہے جسمیں اسلامی دینی ادبی بالخصوص حضرت فیض ملت قبلہ اویسی صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مظبوعہ علمی درسی مسودہ جات قسطوار شائع ہو رہے ہیں جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون بھی ہزاروں لوگ دینی استفادہ کر رہے ہیں۔ دینی درسی کتب بالخصوص علمائے اہل سنت تصانیف کے حصول کے لیے اہل بہاولپور کو دوسرے شہروں میں رابطہ کرنا پڑتا تھا اس شعبہ کے تحت مکتبہ اویسیہ رضویہ کے نام سے کتب خانہ قائم کرنے سے یہ دینی مشکل ختم ہوئی۔

بزم فیضان اویسیہ رضویہ :۔ دارالعلوم ہذا میں زیر تعلیم طلباء نے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی فلاح و بہبود کے لیے بزم قائم کی ہے بزم کے تحت ہر بدھ بعد نماز عشاء بزم تقریر نعت قراۃ ہوتی ہے جس میں طلباء بڑھ کر چڑھکر حصہ لیتے ہیں تاکہ مستقبل میں دینی تبلیغی خدمت بہتر انداز میں ادا کرسکیں اور جمعۃ المبارک کے دن شہر و مضافات کی سینکڑوں مساجد میں خطبہ جمعہ وعظ و تقریر کے لیے جاتے ہیں نیز ربیع الاول شریف میں محافل میلاد رجب المرجب میں محافل معراج شریف و دیگر مذہبی تہوار کے موقعہ پر جامعہ کے طلباء شریک ہوکر قرآن و حدیث سے عقائد اہل سنت بیان کرتے ہیں۔

شعبہ دورہ تفسیر القرآن :۔ یوں تو مفسر اعظم پاکستان حضرت فیض ملت قبلہ اویسی صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے ملک کے بیشتر شہروں کوئٹہ' کراچی' حیدرآباد' لاہور' خانیوال' خانپور دادو سندھ' فیصل آباد' کامونکی منڈی' بندیال شریف' سی' میانوالی' نارول' میں دورہ تفسیر کے کورس کروائے جن میں ہزاروں علماء نے قرآنی علوم مختلف آیات کے مفاہیم مطالب مستند تفاسیر سے عالمانہ صوفیانہ تفسیر پڑھ کر نوٹس تیار کیے دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں بھی ہر سال دورہ تفسیر القرآن کا کورس کرایا جاتا ہے بحمدہ تعالیٰ گذشتہ چالیس سالوں سے یہ کورس بہت زیادہ کامیابی سے جاری ہے ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے فضلاء کثیر تعداد میں حضور فیض ملت قبلہ اویسی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآن پاک کا مکمل ترجمہ و تفسیر قرآنی رموز و اسرار بے شمار علمی و فقہی روحانی موضوعات پر نوٹس تیار کرتے رہے۔ یہ کورس ایک ماہ کا ہوتا ہے تمام اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے پیچیدہ مسائل پر حضور فیض ملت ایسی سہل گفتگو فرماتے کہ مبتدی طالب علم بھی بڑی آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔ یہ کورس ہر سال رجب المرجب رشعبان المعظم میں ہوتا ہے۔

اوقات تعلیم (موسم گرما) برائے اقامتی طلباء :۔ صبح نماز تہجد تا نماز فجر تلاوت کلام پاک و اوراد و وظائف اور اسباق یاد کرنا بعد نماز فجر تا ۷:۳۰ بجے اسباق سنانا۔ اقامتی و غیر اقامتی طلباء کے لیے اسمبلی صبح ۷:۳۰ بجے

تدریس تا ۱۱:۳۰ بجے بعد نماز ظہر تا عصر بعد نماز مغرب تا ۱۰:۰۰ بجے رات بھی برائے مطالعہ کتب/اسباق کو یاد کرنے کے کلاس لگتی ہے۔

موسم سرما:۔اسمبلی صبح ۹ بجے باقی اوقات وہی رہیں گے۔

نوٹ:۔پنجگانہ نماز باجماعت کی پابندی شرط اولین ہے کوتاہی ہرگز برداشت نہیں کی جاتی۔

دارالعلوم کی خدمات و خصوصیات:۔مختصر عرصہ میں قلیل آمدنی کے باوجود دارالعلوم نے ملک وقوم کو بڑے بڑے جید علماء مبلغین قراء حفاظ امت مسلمہ کی صحیح راہنمائی کے لیے ایک کثیر جماعت عطا کی ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے ایسے جید علمائے دین جو مختلف ممالک اسلامیہ میں دینی مدارس قائم کر کے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی جاں پرور صداؤں سے امت مصطفیٰ ﷺ کو ایک نئی زندگی عطا کر رہے ہیں اور اسکا ثواب ان مخیر حضرات کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جو دارالعلوم کی مالی واخلاقی مدد فرما رہے ہیں (آیئے آپ بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر تعاون فرمائیں) دارالعلوم سے فارغ التحصیل علماء پاک فوج میں نائب صوبیدار (خطیب) کی حیثیت سے بھرتی ہو رہے ہیں دارالعلوم کا شمار ان مدارس میں ہوتا ہے جن کی اسناد افواج پاکستان میں قبول کی جاتی ہیں۔

دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء پاک فوج دینی مذہبی و تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں نیز محکمہ اوقاف میں بہت سے فضلاء امامت وخطابت پر فائز ہیں سرکاری و نیم سرکاری تعلیمی اداروں (اسکولز' کالز' یونیورسٹی) میں بھی دارالعلوم کے تعلیم یافتہ طلباء تدریس کے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔

ضروریات:۔دارالعلوم میں زیر تعلیم طلباء کے لیے رہائشی کمروں کی تعداد چالیس کے قریب ہے دارالعلوم کی تین منزلہ عمارت میں رہائشی کمروں کی ضرورت ہے مخیر حضرات سے اپیل ہے والدین کے نام اپنے یا بچوں یا رشتہ داروں کے نام کمرہ یا تعلیمی ہال بنوا کر جنت میں محل بک کرالیں۔

لائبریری:۔دارالعلوم میں زیر تعلیم طلباء کے لیے لائبریری کی اشد ضرورت ہے دینی اسلامی درسی کتب خرید کر صدقہ جاریہ میں حصہ ملائیں۔

مرکزی جامع مسجد سیرانی:یہ بہاولپور میں اہلسنت کی مرکزی مسجد ہے اسکا سنگ بنیاد سیال کے لجپال حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ آستانہ عالیہ سیال شریف او محسن اہلسنت قطب وقت حضرت خواجہ باروئیں قدس سرہ اور محب العلم والعلماء سلطان السالکین خواجہ سلطان بالا دین رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ شاہ پور شریف نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا جس کی زمین نے بے شمار اولیاء کاملین علمائے عاملین کی مقدس پیشانیوں کے بوسے لیے جس

کے منبر پر بیٹھ کر حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے خلیفہ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا خطاب فرما کر ہزاروں ویراں دلوں کو آباد کرتے رہے اپنے خطاب میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کی حقانیت میں قرآن وسنت سے دلائل کے انبار لگا دیتے (اس کی جدید تعمیر اٹھارہ ماہ کے مختصر عرصہ میں مکمل ہوئی جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یاد مدینہ کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے) جبکہ دوسری منزل میں فرش، پلستر، ماربل، الیکٹرک، لکڑی کا کام ہونا باقی ہے۔ سیمنٹ سریا بجری و دیگر تعمیراتی سامان کی ضرورت ہے مسلک کا درد رکھنے والے مخیّر حضرات مالی معاونت فرما کر فردوس اعلیٰ میں اپنے نام کا عالیشان محل بک کرائیں۔ مالی امداد کرنے والے حضرات بنام جامع مسجد سیرانی اکاؤنٹ نمبر 0-1503 مسلم کمرشل بنک عیدگاہ برانچ بہاولپور ارسال کریں۔

مرکز فیض اویسیہ کے قیام کا منصوبہ:۔ جامعہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان مذہبی دینی اشاعتی منصوبے کا عزم کر رکھا ہے جس کے تحت درج ذیل شعبہ جات ہوں گے۔

☆ جدید تقاضوں کے پیش نظر بچوں کو قرآنی تعلیمات کے ساتھ اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے مختلف شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

☆ کمپیوٹر کمپوزنگ سینٹر جس میں دینی علوم کے ساتھ طلباء کو جدید سائنسی ٹیکنالوجی کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا اور سنی علمائے کرام بالخصوص حضرت مفسر اعظم پاکستان فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی تحقیقی مضامین کمپوز کیے جائیں گے۔

☆ سنی پریس دورہ حاضرہ میں مذاہب باطلہ آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کر کے ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اشاعتی محاذ پر کام کر رہے ہیں۔ ایسے نازک حالات میں اپنے سچے مذہب کی اشاعت ضروری ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سنی پریس لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کو عملی شکل دینے کے لیے بہاولپور شہر میں رقبہ خرید کر منصوبہ کا آغاز کرنا ہے لہٰذا مسلک کا درد رکھنے والے مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ اس کار خیر میں ہماری مالی معاونت فرما کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں۔ بذریعہ چیک ڈرافٹ کی صورت میں بنام جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اکاؤنٹ نمبر 2-1328 مسلم کمرشل بنک عیدگاہ برانچ بہاولپور ارسال کریں۔

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کی ذیلی شاخ

مدینہ مسجد جامعہ فیض مدینہ

قینچی موڑٹیل والہ روڈ منڈی یزمان بہاولپور

جو تقریباً 14 کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔ وسیع وعریض مدینہ مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی جس میں ہزاروں نمازیوں کی گنجائش ہے۔ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے گنبد کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ شعبہ حفظ وناظرہ اور تجوید وقرأۃ کا آغاز ہو چکا ہے بہت جلد درس نظامی کی کلاسیں شروع ہونگیں۔ روشن مستقبل کے لیے اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔

حاجی محمد ارشد مہتمم　　محمد فیاض احمد اویسی (ناظم اعلیٰ)

رابطہ نمبر 03006825931